

McGill University Library



3 103 152 360 L

ISLAMIC
PK2198
G4
A6
1900z

MG7

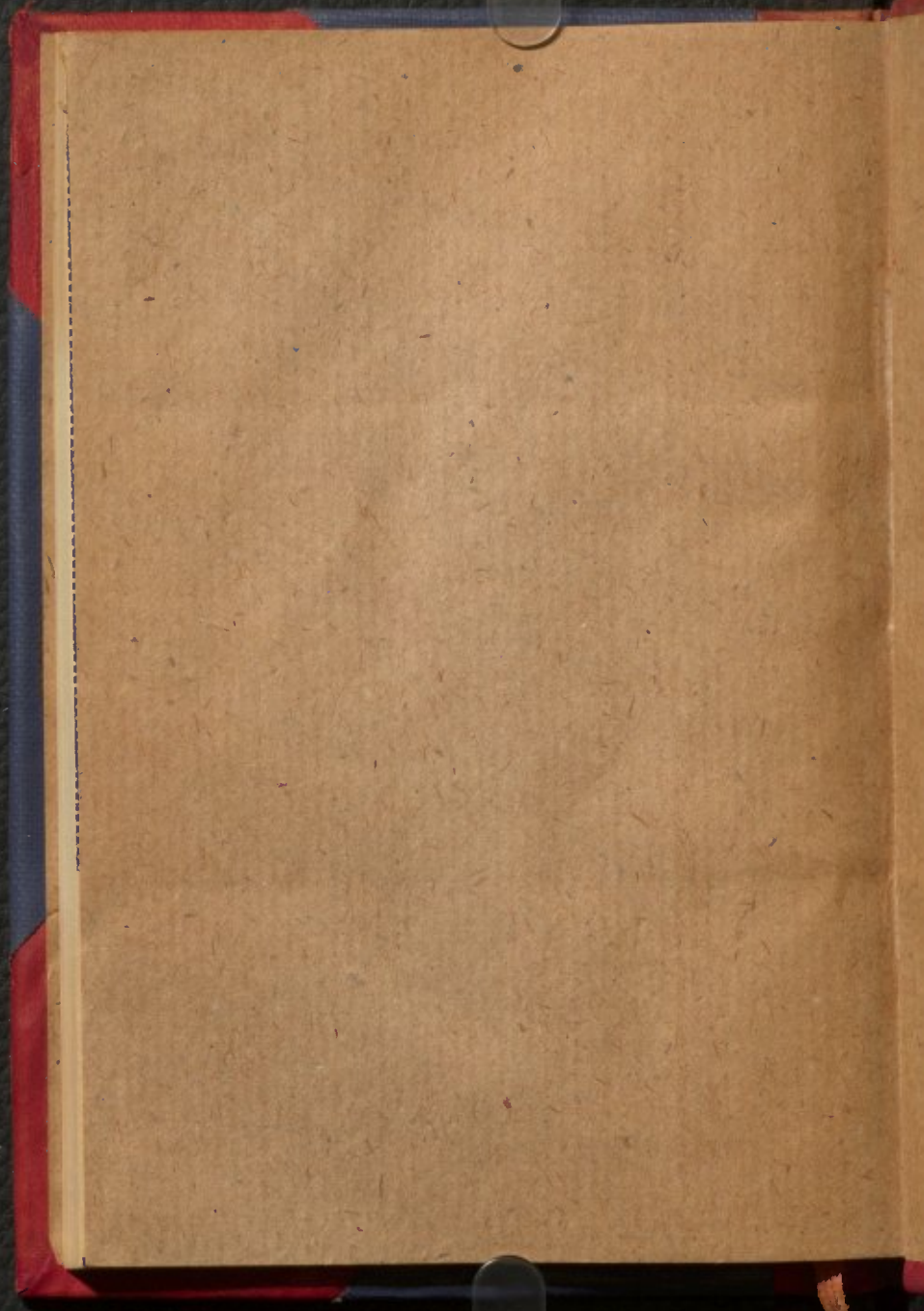
.855⁸8g

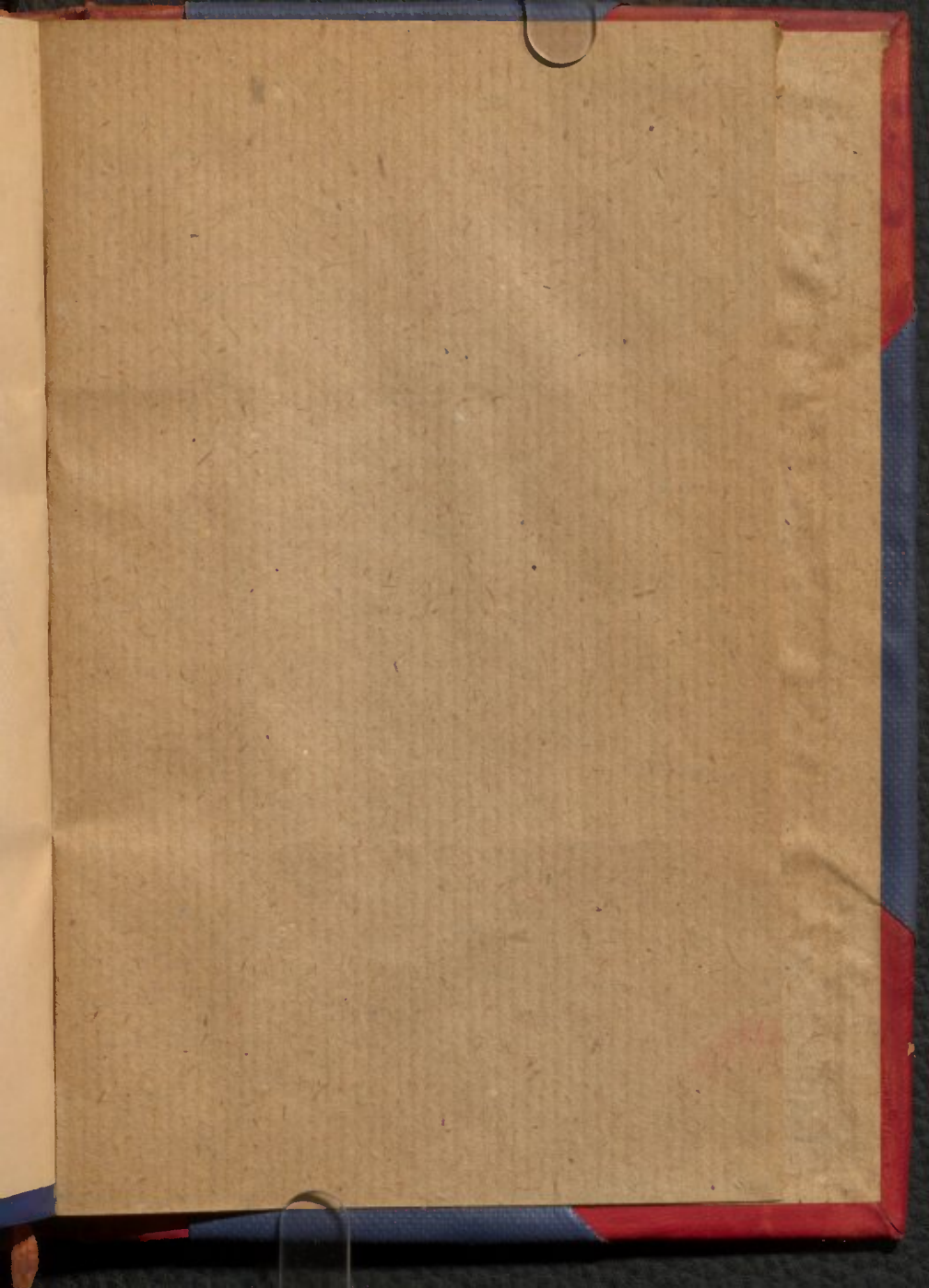
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES

40392

★

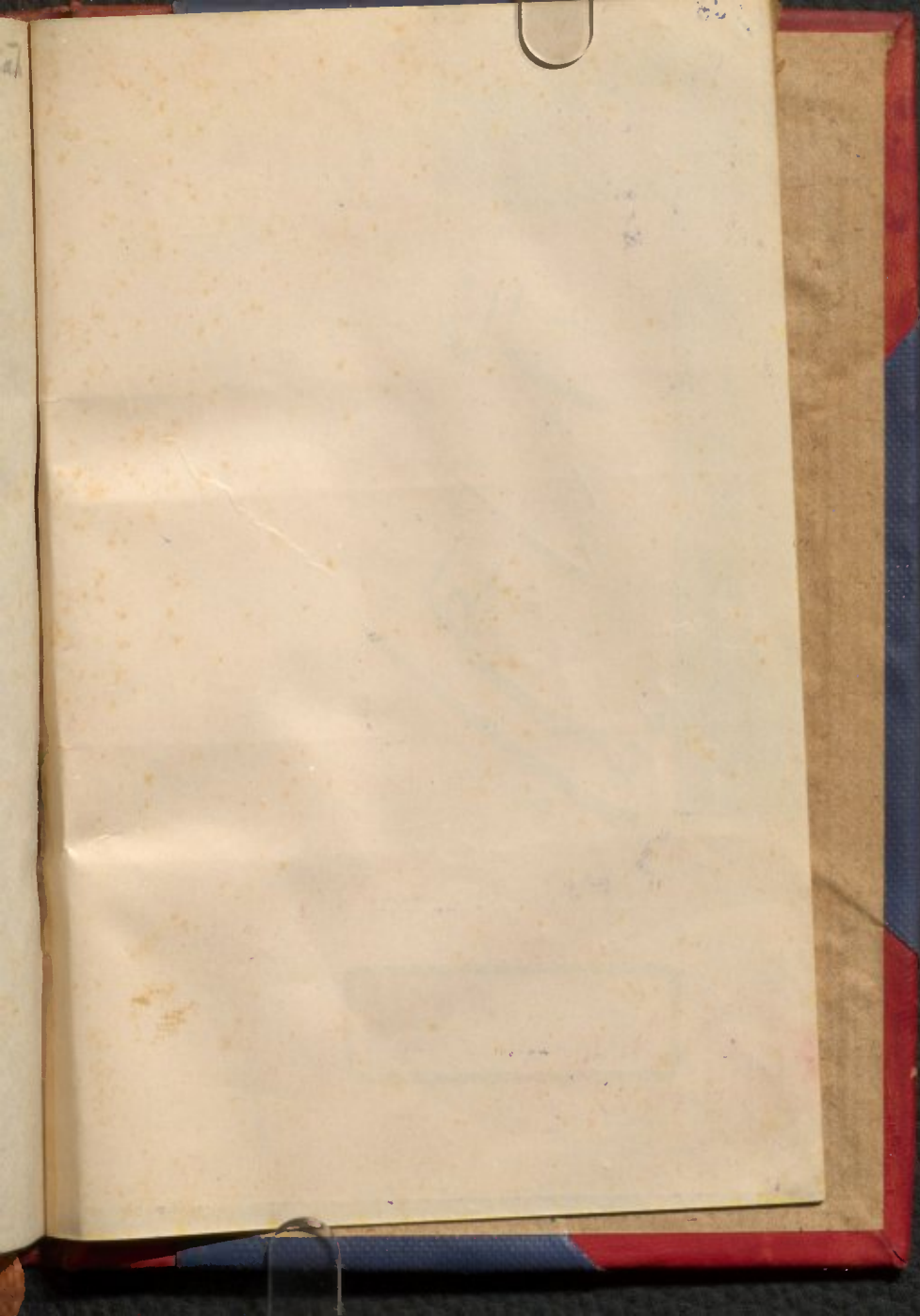
McGILL
UNIVERSITY





غالب
طریق

مکتبہ اسلامی



Shihābī, Muḥammad Intiqām Allāh

غالب کے لطیفے

Ghālib kē latīfē جامع

انتظام اللہ شاہی

کتاب کے نازل
بمبئی مانچ - پبلشر ۴

خالی پبلشنگ ہاؤس اور ایچ بی ڈی پبلشرز

۴۴۸ اللہ و تبارک و تعالیٰ کو

MG7

S55589

بار دوم

(مجموعہ المطابع برقی پریس دہلی)

تعداد و طباعت ایک ہزار
قیمت ایک روپیہ چار آنہ
بیمبر

1/56

فہرست الطائف

| صفحہ نمبر | طائف | صفحہ نمبر | طائف | صفحہ نمبر |
|-----------|-------------------------|-----------|------|-----------|
| ۱۸ | خدا ہم سے نیچے کھڑے | ۱۵ | ۷ | ۱ |
| ۱۹ | مرزا غالب کی خودداری | ۱۶ | ۹ | ۲ |
| ۲۰ | بیابا برادر سے بھائی | ۱۷ | ۱۰ | ۳ |
| ۲۱ | ستاروں کی بے زلفی | ۱۸ | ۱۱ | ۴ |
| ۲۱ | ایک آواز دینا تھا | ۱۹ | ۱۱ | ۵ |
| ۲۱ | دیوان فضل اللہ خان اوری | ۲۰ | ۱۲ | ۶ |
| ۲۲ | ادبی مرکز | ۲۱ | ۱۲ | ۷ |
| ۲۲ | چکنی ٹولی | ۲۲ | ۱۳ | ۸ |
| ۲۵ | لقبیاں فرنگ | ۲۳ | ۱۳ | ۹ |
| ۲۵ | تپان و قاسم | ۲۴ | ۱۵ | ۱۰ |
| ۲۷ | ناتھ مستی | ۲۵ | ۱۶ | ۱۱ |
| ۲۸ | عادتہ اسیری | ۲۶ | ۱۷ | ۱۲ |
| ۲۹ | کالے کی قید | ۲۷ | ۱۷ | ۱۳ |
| ۲۹ | خاصہ بیدل | ۲۸ | ۱۸ | ۱۴ |

| صفحہ | لٹائف | صفحہ | لٹائف | نمبر شمار |
|------|----------------------------|------|-------------------------------|-----------|
| ۳۲ | غسل شاہ | ۳۰ | آم کی خوبی | ۲۹ |
| ۴۲ | شفا پائی | ۳۰ | گدھا آم نہیں کھانا | ۳۰ |
| ۴۲ | غالب و صہبائی | ۳۱ | مقتدا الدولہ | ۳۱ |
| ۴۳ | روزہ پہلانا | ۳۱ | عبادت بہن | ۳۲ |
| ۴۲ | لطف عام | ۳۲ | نواب شینفہ | ۳۳ |
| ۴۳ | غالب و مومن | ۳۲ | سنہالی کی دعا | ۳۴ |
| ۴۵ | مشاعرہ | ۳۲ | دھوکہ کہ دھوکہ میں نہ چلا گئے | ۳۵ |
| ۴۶ | شہر مومن کے بسے دیوان غالب | ۳۳ | قاد سے تعفن | ۳۶ |
| ۴۶ | ذوق و غالب | ۳۳ | مرزا رحیب علی بیگ مراد | ۳۷ |
| ۴۸ | دالی | ۳۵ | مسجد کے زیر سایہ | ۳۸ |
| ۴۸ | نواب نجل حسین خاں | ۳۵ | محرکہ غالب اور ذوق | ۳۹ |
| ۴۸ | ذوق فرا | ۳۹ | دربار کا غیر حاضر | ۴۰ |
| ۴۹ | مرگ ناگہانی | ۳۹ | شیطان کا تہ خانہ | ۴۱ |
| ۴۹ | کچھری کھائی دن پہلائے | ۴۰ | سنی مسلمان | ۴۲ |
| ۵۰ | میرن صاحب | ۴۰ | روزہ کھانا | ۴۳ |
| ۵۰ | تعلیم تخت اصین | ۴۱ | خسر خانہ دیرت گب کہیں لاؤں | ۴۴ |
| ۵۱ | حضرت نواب | ۴۱ | خسر و غالب | ۴۵ |

| صفحہ | مطائف | نمبر شمار | صفحہ | مطائف | نمبر شمار |
|------|-------------------------------|-----------|------|------------------------------------|-----------|
| ۶۰ | آدھا مسلمان | ۸۰ | ۵۱ | برہم گوتی | ۶۳ |
| ۶۰ | پاؤں دابنے کی اجرت | ۸۱ | ۵۲ | اسیر برابوتی | ۶۳ |
| ۶۱ | خدا کے سپرد | ۸۲ | ۵۲ | نوشنت و خزانہ | ۶۵ |
| ۶۱ | لم یلد ولم یولد | ۸۲ | ۵۳ | آہ کی ہتھی | ۶۶ |
| ۶۱ | آپ کو | ۸۴ | ۵۳ | کیوں نہ خلی ہیں ہر اک چیز لڑائی کے | ۶۶ |
| ۶۲ | رفتہ نذکرہ و موت | ۸۵ | ۵۴ | بسیع روٹی | ۶۸ |
| ۶۲ | کیڑا کھانا | ۸۶ | ۵۵ | گدھے کی لات | ۶۹ |
| ۶۳ | ناہر علی | ۸۷ | ۵۵ | جیریاں سمیٹو | ۷۰ |
| ۶۳ | شیخ علی حزین | ۸۸ | ۵۵ | شیطان غالب ہے | ۷۱ |
| ۶۴ | پھانسی کا بھیندا | ۸۹ | ۵۶ | مادار الہنری | ۷۲ |
| ۶۴ | لسبل | ۹۰ | ۵۶ | سیم کے بیج | ۷۳ |
| ۶۵ | تف بریں و با | ۹۱ | ۵۷ | سالگرہ | ۷۴ |
| ۶۵ | و بامے عام میں مزائ کشان بختی | ۹۲ | ۵۷ | دلی | ۷۵ |
| ۶۶ | پنجابی مثل | ۹۳ | ۵۸ | سکہ | ۷۶ |
| ۶۶ | چودہ طبق روشن | ۹۴ | ۵۸ | علی بہادر خاں | ۷۷ |
| ۶۶ | پنیں | ۹۵ | ۵۹ | درد و جدائی اسد اللہ خاں پڑچھ | ۷۸ |
| ۶۷ | خضر سلطان | ۹۶ | ۵۹ | باغی مسلمان | ۷۹ |

| صفحہ | لٹائف | نمبر شمار | صفحہ | لٹائف | نمبر شمار |
|------|------------------------------|-----------|------|---------------------------------|-----------|
| ۷۶ | کیمیاء و کیمیاء | ۱۰۸ | ۶۸ | کاغذی پیرمیں | ۹۷ |
| ۷۶ | ہر برس کے مہوں دن پچاس تہزار | ۱۰۹ | ۶۸ | آپ شہید کب ہوئے | ۹۸ |
| ۷۶ | چھوٹ جاننا | ۱۱۰ | ۶۹ | مخبر روح غالب | ۹۹ |
| ۷۵ | ابر ماطر | ۱۱۱ | ۶۹ | چھو ماہی | ۱۰۰ |
| ۷۶ | دہلی میں | ۱۱۲ | ۷۰ | اب اس میں دم کیا ہے | ۱۰۱ |
| ۷۶ | قبائل | ۱۱۳ | ۷۰ | نکما کر دیا | ۱۰۲ |
| ۷۶ | فرمائش عثمانی | ۱۱۴ | ۷۰ | نام مرزا شہاب الدین احمد خاں | ۱۰۳ |
| ۷۷ | عزیز ہنر | ۱۱۵ | ۷۱ | سننے ہو تو اس طرح ہیں کہنا قرآن | ۱۰۴ |
| ۷۷ | روشہ | ۱۱۶ | ۷۱ | بنام حضرت عثمانی | ۱۰۵ |
| ۷۸ | موت کی آرزو | ۱۱۶ | ۷۱ | ابھی جوڑو برسے خاوند | ۱۰۶ |
| | سب (۱۰۰) | | ۷۲ | دکان بے رونق | ۱۰۷ |

عرض مرتب

مولانا حالی لکھتے ہیں :-

بدختم الدولہ و سیر الملک نواب مرزا سید اللہ خاں غالب اکبر آبادی
کی

تقریر میں ان کی تحریر اور ان کی نظم و نثر سے کچھ کم لطف نہ تھا
اور اس وجہ سے لوگ ان سے ملنے اور ان کی باتیں سننے کے مشتاق
رہتے تھے وہ زیادہ بولنے والے نہ تھے مگر جو کچھ ان کی زبان سے
نکلتا تھا لطف سے خالی نہ ہوتا تھا۔ ظرافت مزاج ہیں اس قدر
ظنی کہ اگر ان کو بجائے حیوان ناطق کے حیوان ظریف کہا جائے تو بجا
ہے حسن بیاں۔ حاضر جوابی اور بات بات میں پیدا کرنا ان کی خاص
خصوصیات میں سے تھا۔

اگر کوئی ان کے تمام ملفوظات جمع کرنا ایک ضخیم کتاب لٹرائف کی

تیار ہو جاتی۔

مولانا نے اپنی تصنیف یادگار غالب میں زیادہ سے زیادہ لطیفہ جمع کر دیے
ہیں شمس العلماء مولانا آزاد نے آب حیات میں ادبی روایات غالب کو جگہ دی۔ اردو سے
میں رقعات کی بعض عبارتیں لطیفہ اور ظرافت کا چٹخارہ لئے ہوئے ہیں۔ ہر دو کتب سے

اقتباس کر کے "لطائف غالب" کتاب شائع ہوئی مگر یہ ناکافی تھی۔

اب سے کچھ دن پہلے کے لوگوں کو جنہوں نے مرزا کو دیکھا تھا۔ بہت سے لطائف ان کے نوک زبان تھے اپنے بزرگوں سے اکثر غائب کے چٹکے لطیفے سنا کرتا آج میرے حافظ میں بہت کچھ محفوظ بھی ہیں میرے بھوپا خواجہ علام غوث بیخبر خاں بہادر ذوالقدر سے مرزا صاحب کے گھر سے مراسم تھے ان کے خطوط کا مجموعہ خود منہدی بیخبر صاحب نے ہی مرتب کیا اس میں جن اصحاب و اعزاء کے نام زفات ہیں۔ ان کے احوال مخاطبین غالب کے نام سے راقم سطور نے کتابی صورت میں شائع کئے۔ پڑت جہش پر شاہ صاحب مولوی فاضل صدر شعبہ اردو ہندو یونیورسٹی بنارس نے مرزا صاحب کے احباب کے حالات طلب کئے ہیں نے تفصیل سے ان کو لکھ دئے۔ مولانا امتیاز علی خاں صاحب مویشی رام پوری نے پرنج آمنگ کی ترتیب کے سلسلہ میں جو خدمت کی بنا عند تفصیل کر دی۔ کارکنان عالی پبلشنگ ہاؤس نے اظہار کیا عالی پبلشنگ ہاؤس کے لئے "غالب کے لطیفے" ترتیب و بدوں۔ چنانچہ یادگار غالب، آب حیات، اُدوئے موتی " اور اپنی یادداشت سے ان کے یہاں سٹیج کر "غالب کے لطیفے" کتاب مرتب کر دی۔ لطائف کے لطائف اور مرزا صاحب کی زندگی کا ایک مختصر مرقع ہے۔ لطیفے پڑھتے جانیے اور مرزا صاحب سے باتیں کرتے جانیے۔ میری یہ ناچیز شے کا مشکور فرمائے۔ ناظرین کی قبولیت پر ہے۔

انتظام اعلیٰ شہابی

پتنگ

” نواب مرزا اسد اللہ خاں غالب اکبر آبادی کے والد ماجد مرزا عبداللہ بیگ خاں نے آخری عمر میں راؤ راجہ بختاؤ سنگھ کی فوج میں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ اور میں کسی جنگ میں اپنے رسالہ کے ساتھ تھے کام آئے۔ مرزا نصر اللہ بیگ خاں صوبہ دار اکبر آباد نے برادر زدہ کو سائے عاطفت میں لے کر پردوش کی پھر مرزا لپٹے ناہا خواجہ غلام حسین خاں کیدان جو سرکار میرٹھ کے ایک فوجی افسر اور آگرہ کے عامل سے تھے ان کے پاس آن رہے خواجہ کی وسیع املاک تھی مرزا کی امیرانہ طور طریق سے گزرنے لگی۔ ملا محمد معظم سے قاری علوم کی تحصیل کی۔ کچھ عرصہ میاں نظیر سے بھی علمی استفادہ کیا۔ پھر ملا عبد الصمد ایرانی سے مستفیض ہوئے۔ مرزا کا کھیل کود میں جی خوب لگتا تھا۔ پتنگ بازی سے ولی شوق تھا۔ اپنی حویلی کلاں محل پر سے راجہ بلوان سنگھ کا شہی سے بیچ لڑایا کرتے نو دس سال کی عمر تھی۔ ان کے دوست کنہیا لال نے کہا۔ ”پتنگ پر ایک مثنوی تو کہہ دو،“ شعر گوئی کا شوق مکتب سے تھا استاد کا رنگ پڑے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ مثنوی پتنگ پر لکھ دی۔ فرماتے ہیں :-

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| ایک دن مثل پتنگ کا قندی | لے کے دل سرد شہتہ آزاداگی |
| خود بخود کچھ ہم سے کنہیا نے کہا | اس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا |
| بیرسنہ کہا اے دل ہوائے دلبران | بسکہ ترے حق میں یہ کہتی ہے زبان |

پیچ میں ان کے نہ آنا زمینہار
 گورے پڑے پر نہ ان کے کہ نظر
 اب تو بل ہائے گی ان سے تری ساتھ
 سخت مشکل ہو گا سمجھنا ترا
 یہ جو محفل میں پڑھاتے ہیں تجھے
 ایک دن تجھ کو ارا دیں گے کہیں
 دل نے سن کر کانپ کر کھایا چ قلاب
 غوط میں جا کر دیا کٹ کر جواب
 دشتہ در گردنم افگندہ دوست
 سے برد ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

جلس دوام

مرزا صاحب ایک دوست کو لکھتے ہیں۔

"۱۲۲۵ء کو میرے واسطے حکم دوام جس صاد رہا ایک بریطی (یعنی بیوی) میرے
 پاؤں میں ڈال دی اور وہی شہر کو زنداں منقر کیا اور مجھے اس زنداں میں ڈال دیا۔"

~~~~~(xxxxxx)~~~~~



## مرے شیر شاہش رحمت خدا کی

ایک صاحب بنارس سے دلی آئے۔ مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکے شعر کی بہت تعریف کی۔ مرزا نے کہا ارشاد ہو وہ کونسا شعر ہے انہوں نے میرا مانی تخلص اسد شاگرد سودا کا شعر پڑھا۔

اسد اس جفا پریتوں سے وفا کی  
مرے شیر شاہش رحمت خدا کی  
مرزا سنکر کہنے لگے۔ اگر یہ کسی اور اسد کا شعر ہے تو اس کو رحمت خدا کی ہو اور اگر مجھ اسد کا شعر ہے تو مجھے لعنت خدا کی۔

~~~~~ (x) x (x) ~~~~~

دسترخوان یزید و پانیزید

ایک روز دو پہر کا کھانا آیا اور دسترخوان بچھا۔ بزن تو بہت سے نئے ملے کھانا نہایت قلیل تھا۔ مرزا صاحب نے مسکرا کر کہا۔ اگر برتنوں کی کثرت پر خیال کیجئے۔ تو میلہ دسترخوان یزید کا دسترخوان معلوم ہوتا ہے۔ اور جو کھانے کی مقدار کو دیکھیے تو پانیزید۔

~~~~~ (x x x x x) ~~~~~

## گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل

وئی کی ایک صحبت میں ارباب سخن بیٹھے ہوئے تھے حضرت آرزوہ -  
 مہربانی، نواب شیفتہ، مولانا فضل حق، مرزا غالب نے اپنا کلام لوظیفہ کیا۔  
 آرزوہ نے اعتراض کر دیا مولانا فضل حق نے مرزا صاحب سے کہا "حضرت شعر  
 ایسا تو کہ جو قریب القہم جو چیتیاں تو نہ ہو" اس پر مرزا صاحب نے فی البدیہہ فرمایا  
 مشکل ہے زمین کلام میرا دل سن سن کے اسے سخنوران کا مل  
 آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمائیں گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل

## گرنہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ ہی

ایک دفعہ مولوی عبدالغادر رام پوری جو نہایت ظریف الطبع تھے اور  
 جن کو چند روز قلمہ دہی سے تعلق بھی رہا تھا۔ مرزا سے کسی موقع پر یہ کہا کہ آپ کا  
 ایک اردو شعر سمجھ میں نہیں آتا اور اسی وقت دو مصرعے خود موزوں کر کے مرزا  
 کے سامنے پڑھے۔

پہلے تو روغن گل بھینس کے اندھے نکال  
 پھر دوا جفتی ہے گل بھند کے اندھے نکال

مرزا پہلے تو منکر حیران ہوئے اور کہا حاشا یہ میرا شتر نہیں۔ عبدالقادر آزاد  
مزاح کہنے لگے آپ کے دیوان میں موجود ہے ہیں نے خود دیکھا ہے اور دیوان ہو  
تو میں دکھا دوں۔ آخر مرزا صاحب سمجھے کہ ٹھیکہ اس پیرا میں عبدالقادر اعراض  
کرتے ہیں۔ آخر شش کبیدہ خاطر ہو کے بولے :-

نه مستائش کی تمنا نہ صلیکی پروا

گر نہیں ہیں مرے اشتیاق میں معنی یہی

~~~~~

شعر بہشت

مرزا صاحب دلی میں آگے سے آکے ایسے بسے پھر وطن جانے کا نام
تک نہ لیا۔ دلی کے اہل علم میں دھاک تھی۔ فضل و کمال سے چار چاند لگے ہوتے
تھے۔ البتہ دلی کے بعض شعراء کو انکی قبولیت کھٹکی، نوک جھونک کرنے لگے
حکیم آغا جان عیش کو مرزا سے دلی پر خاشا سی تھی۔ حضرت ذوق بھی ان سے کچھ
خوش نہ تھے۔ حکیم صاحب خود تو میدان نہیں آتے نہیں۔ پورے عبدالرحمن نامی جو
مکتب داری کرنے دلی آ رہا تھا اس کو کھیر لیا۔ کہا جس کی عینی ڈاڑھی اس پر لٹی اور کھیلی
سر منڈا ہوا۔ اس پر نکو نماہ فقط۔

میاں جہا کھٹ بڑھی، نظر آتے حکیم صاحب نے ہر ہر غصہ رکھا، خود کہتے
اور اس کی زبان سے دوسروں پر کہلو انے اس طرح کہ ہے گا ہے دلی کی بطور اس
نکلا کرتی۔ ابو ظفر شاہ بہادر سے تقریب کرا کر شہر الملک پڑھا شتر او منقا بہت بھاد

خطاب بھی دلوادیا۔ ایک مشاعرہ میں حکیم مومن خاں مومن، حضرت ذوق، مرزا غالب اور علی کے کئی اساتذہ بیٹھے ہوئے تھے۔ بدبذ نے حکیم صاحب کے اشارے سے شعر پڑھا اور کہا کہ حضرت غالب کے انداز پر عرض ہے:-

مرکزِ محورِ گردوں پہ لبِ آب نہیں

ناخنِ قوسِ قزحِ شبہٴ مہراب نہیں

قبول مولانا آزاد "غالب مرحوم تو بیتے دریا تھے سنا اور ہنستے رہے" اور فرمایا:-

تہی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غربت میں قدر

بے تکلف ہوں وہ مہشتِ خس کہ کلخن میں نہیں

سنتم پیشہ دوستی

اللہ بخشے حکیم محمد احمد خاں مرحوم یہ لطیف سناتے تھے۔

مرزا غالب کی شادی نواب الہی بخش خاں ممدوف کی صاحبزادی لمراد بیگم سے ہوئی مہنگی نواب صاحب کے یہاں تہواروں پر ڈونیاں آیا کرتیں ایک ڈومنی سچ دھج کی آفت کی پرکالی تھی اس پر طبیعت آگئی مگر وہ بغیر منتہ کے مرزا سے تعلق پسند نہ کرتی تھی۔ آخر شوقِ وقتی سلسلہ قائم ہو گیا۔ مگر وہ بھٹی بڑی غالی سنی و صوفی سے بڑی جلتی مگر جس گھر میں آتی وہ ہر دو باتوں سے منصف تھے۔

مرزا صاحب نے اس سنتم پیشہ پر ایک شعر میں لطیف اشارہ کیا ہے یہ

اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہواست

مالِ سنی کا مباح اور خونِ صوفی کا حلال

کلام مربوط

”ہندوستان میں فارسی زبان کا چرخِ مدّت سے ٹکٹھا رہا تھا اور فارسی شاعری کی عمر طبعی اختتام کے قریب پہنچ گئی تھی مگر حسن اتفاق سے مولانا فضل حق مفتی صدر الدین خاں آزدہ مولوی عبداللہ خاں علوی، مولوی امام بخش صہبائی، حکیم مومن خاں مومن، نواب مصطفیٰ خاں شیفہ، نواب ضیا الدین احمد خاں نیر سید غلام علی خاں وحشت، مرزا غالب، یہ سب ایک سمجھا بنائے ہوئے تھے۔ اور فارسی کی گرم بازاری ہو گئی تھی۔ ایک دن حضرت آزدہ کے یہاں سب بیٹھے ہوئے تھے۔ مرزا غالب کے ہاتھ میں چند ورق تھے۔ مولانا آزدہ سے مزاج کے طور پر کہا: دیکھئے کسی ایرانی شاعر نے کیا زبردست غزل لکھی ہے، یہ کہہ کر غزل پڑھنی شروع کی۔ مگر آزدہ قرینہ سے سمجھ گئے کہ مرزا کا یہ کلام ہے۔ مگر اگر جیسی انکی عادت تھی کہتے تھے: کلام مربوط ہے مگر نو آموز کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ سب حاضرین اس پر سے۔ مرزا صاحب نے مقطع دردناک آواز سے پڑھا۔

تو آیکہ جو سخن گستران پیشینی۔

مباش مملک غالب کو در زمانہ نست

~~~~~ ( x x ( بجز ) x x ) ~~~~~

## بدیہ گوئی

مرزا غالب چند دن کے لئے آگرہ آئے ہوئے تھے۔ انکی تشریف آوری کی تقریب میں مفتی انعام اللہ صاحب نے ایک ادبی صحبت منقذ کی۔ مہاراجہ بلوان سنگھ راجہ اسیر خلیفہ گلزا علی شیون۔ غلام قلیب الدین خاں باطن۔ شورش زمین العابدین وغیرہ شریک ہوئے۔ ایک شاعر درگاہانی صنم بھی شہو بیت کے لئے آئی۔ صنم جس انلاز دلربائی اور طرح داری کے ساتھ مجلس میں آئی۔ ہر ایک کی نگاہ اس پر جم گئی۔ مرزا صاحب نے اپنے دوست مرزا حسام الدین بیگ کی طرف دیکھ کر صنم کی طرف اشارہ کیا۔

سبیاہ جوڑی ذرافشاں مانگ سبز اسپر دو شاہ ہے

غضب سے پر طاعتیں ہیں کالے کو پالا ہے

ہر ایک نے اپنا اپنا غیر طری کلام پڑھا۔ شیخ احمد علی شیون نے اپنی غزل سنائی۔

اس طرح کا آرام میسر ہے کہاں اور بہتر نہیں مرقد کے سوا کوئی مکان اور

سُن کر مرے اشارہ فرماتے ہیں شیفین

بندش ہے یہ کچھ اور یہ طرز بیان اور

ہر ایک نے داد دی مگر مرزا صاحب شیون کی نعلی پر چین بچینا ہوئے راجہ کے بعد مرزا صاحب نے غزل پڑھی۔

ہے بس کہ ہر اک ان کے اشارے میں نشان اور

کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے مگساں اور

سوائے شیعوں کے سب نے داد دی

پوری غزل کے بعد مقطع ارشاد ہوتا ہے سہ

ہیں اور بھی دیتا میں سخنور بہت اچھے  
کہتے ہیں کہ غالب کا ہر انداز میں اور

~~~~~ x (x) x ~~~~~

میسری اور سودائی

ایک مجلس میں مرزا صاحب اور شیخ ابراہیم ذوق دونوں موجود تھے۔
مرزا صاحب نے میسری کی تعریف کی ذوق نے سوہا کو میسری پر ترجیح دی۔ مرزا
جناب ذوق سے فرماتے ہیں، سہ

” میں تو آپ کو میسری سمجھتا تھا

مگر اب معلوم ہوا کہ آپ سودائی ہیں

~~~~~ ( ) ~~~~~

## ابن خانہ تمام آفتاب است

مولانا عالی فرماتے تھے کہ :-

ایک روز مرزا صاحب نواب مصطفیٰ خاں کے مکان پر گئے۔ مکان سے  
آگے تا ایک چھتہ تھا چھتے سے گزرا کہ دیوان خانہ کے دروازہ پر پہنچے جہاں نواب  
صاحب استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ مرزا صاحب نے فرمایا :-

آب حیاں دروں تار یکا است :

جب دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو اس کے دالان میں بسبب شوق رہ  
ہونے کے دھوپ بھری ہوئی تھی۔ مرزا صاحب نے کہا :-  
"ایں خانہ تمام آفتاب است"

~~~~~ (:) ~~~~~

مکان کی تلاش

ایک دفعہ مرزا صاحب مکان بدلنا چاہتے تھے۔ ایک مکان خود جا کر
دیکھا مگر اس کی مجلس رائے دیکھ کے اسی نو دیکھنے کے لئے اپنی بیوی کو بھیجا۔ جب وہ
واپس آئیں تو ان سے مکان کی کیفیت پوچھی۔ انھوں نے کہا اس مکان میں تو
لوگ بلاستاتے ہیں، مرزا صاحب بڑے کہا دنیا میں آپ سے بھی بڑھ کر
کوئی بلا ہو سکتی ہے۔

~~~~~ ۱ ~~~~~

## خدا تک پہنچنے کا زینہ

مرزا غالب کے خسر نواب مرزا ابھی بخش خان معروف شغل پیری سردی  
بھی رکھتے تھے اور اپنے سلسلہ کے شجرہ کی نقول اپنے مریدوں کو دیا کرتے ایک دفعہ  
انھوں نے مرزا سے شجرہ نقل کرنے کے لئے کہا مرزا صاحب نے نقل تو کر دی مگر  
اس طرح کہ ایک نام لکھ دیا دوسرا چھوڑ دیا تیسرا لکھ دیا چوتھا حذف کر دیا۔ ان کے



حضر صاحب نے یہ نقل شجرہ جو دیکھی ان پر سخت ناراض ہوئے اور کہا "میاں  
 نونہ یہ کیا غضب کیا۔ وہ بولے "حضرت آپ اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں شجرہ  
 دراصل خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یسوزینہ کی ایک ایک بیڑی اگر چہ  
 سے نکال دی جائے تو چنداں ہرج عاقل نہیں ہوتا آدمی ذرا اچک اچک کے  
 اور چڑھ سکتا ہے۔"

حضرت معروف برافروختہ ہوئے نقل کو چاک کر ڈالا مرزا کو شجرہ نقل  
 کرنے کی پھر فرمائش نہ کی۔

## مرزا غالب کی خودداری

۱۸۴۲ء میں گورنمنٹ انگلشیہ کو دہلی کالج کا انتظام از سر نو منظور ہوا۔  
 مہاسن صاحب جو کئی سال تک اضلاع شمال و مغرب کے لفٹنٹ گورنر بھی رہے  
 اس وقت سیکرٹری تھے وہ مدرسین کے امتحان کے لئے دہلی آئے اور چاہا کہ جس طرح  
 شور و پیہ جہینہ کا ایک مدرس عربی کا ہے ویسا ہی ایک فارسی کا بھی ہو لوگوں نے چند  
 کاہلوں کے نام بتائے ان میں مرزا غالب کا نام بھی آیا مرزا صاحب حسب الطلب  
 تشریف لائے۔ صاحب کو اطلاع ہوئی مرزا پائی سے اتر کر اس انتظار میں بٹھہرے  
 کہ حسب دستور قدیم صاحب سیکرٹری استقبال کو تشریف لائیں گے جب کہ نہ وہ ادھر  
 سے آئے نہ یہ ادھر سے گئے اور دیر ہوئی تو صاحب سیکرٹری نے جھوٹا پوچھا۔  
 وہ آیا پوچھا آپ کیوں نہیں چلتے۔ انھوں نے کہا کہ صاحب استقبال کو تشریف نہیں

لائے ہیں۔ کیونکہ جانا۔ جھڑانے جا کر پھر غرض کی۔ صاحب باہر آئے اور کہا جب آپ  
 دربار گورنری میں کبھی بیچینیت ریاست تشریف لائیں گے تو آپ کی وہ تعظیم ہوگی۔  
 لیکن اس وقت آپ نوکری کے لئے آئے ہیں۔ اس تعظیم کے مستحق نہیں۔ مرزا صاحب  
 نے فرمایا کہ گورنمنٹ کی خدمت باعث زیادتی اعزاز سمجھنا ہوں نہ یہ کہ بزرگوں کے  
 اعزاز کو بھی گنوا بیٹھوں۔ صاحب نے فرمایا کہ ہم آئیں سے مجبور ہیں۔ مرزا صاحب  
 رخصت ہو کر پہلے آئے۔

~~~~~ x x (بچہ) x x ~~~~~

بیابرا در اور سے بھائی

مولانا فضل حق خیر آبادی اپنے زمانہ کے امام قلا سطر تھے انکے والد مولانا
 فضل امام صدر الصدور دی کے تھے۔ ذمہ داری میں امراء کے گذری۔ شہزادوں سے
 میل ملاپ کو عالم گز عادت و اطوار رہی۔ اس زمانہ میں وضع داری کی بنا پر
 فرقہ اپن نشاط سے ہر دو تعلق رکھا جاتا۔ مولانا بھی وضع داری نباتنے کے لئے ایک علت
 لگانے ہوئے تھے۔ مرزا غالب مولانا کے یہاں آئے۔ ان کی عادت تھی کہ جب کوئی
 بے تکلف دوست آیا کرتا تو خان باری کا مصرع پڑھا کرتے۔

بیابرا در اور سے بھائی

چنانچہ مرزا صاحب کی تعظیم کو اٹھ کر ٹھہرے ہوئے اور یہی مصرع کہہ کر مرزا
 صاحب کو بیٹھا۔ ابھی یہ بیٹھے ہی پائے تھے کہ مولانا کی منسلک بھی دوسرے والان سے
 اٹھ کر مرزا کے پاس آن بیٹھی، مرزا نے کہا، ہاں مولانا اب وہ دوسرا مصرع بھی فرمائیے

بنشین مادر بیٹھ رہی تھی

مولانا مسکرا دینے۔

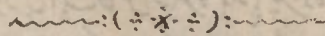
ستاروں کی بے نظمی

ایک رات مرزا صاحب پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ ستاروں کو دیکھ کر بولے جو کام بھی خود آرائی سے کہا جاتا ہے اکثر بے ڈھنگا ہوتا ہے۔ ستاروں کو تو دیکھو کس اتبری سے بکھرے ہوئے ہیں نہ تناسب ہے نہ انتظام نہ بل ہے نہ بڑا عمر بادشاہ خود مختار ہے۔ کوئی نہیں دم مار سکتا۔



ایک آنا دینا تھا

ایک روز مرزا صاحب کسی سے مل کر نواب مصطفیٰ خاں کے مکان پر آئے نواب صاحب نے کہا۔ آپ مکان سے سپردھے یہیں آئے ہیں یا کہیں اور بھی جانا ہوا تھا؟ مرزا نے کہا مجھ کو ان کا ایک آنا دینا تھا اس لئے۔ اولیٰ دیا گیا تھا وہاں سے یہاں آیا ہوں۔



دیوان فضل اللہ خاں الوری

ایک دن دیوان فضل اللہ خاں مرحوم گنجمی میں سنا مرزا صاحب کے مکان

کے پاس سے بغیر ٹیکل گئے۔ مرزا کو معلوم ہوا تو انھوں نے ایک رقعہ دیوان صاحب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ :-

ما کہ آج مجھ کو اس قدر مذمت ہوئی ہے کہ شرم کے مارے زمین میں

گڑا جاتا ہوں۔ اس سے زیادہ اور کیا نامتقی ہو سکی کہ آپ کبھی نہ

کبھی تو اس طرف سے گذرے اور میں سدوم کو حاضر نہ ہو سکا۔

جب یہ رقعہ دیوان جی کے پاس پہنچا وہ نہایت شرمندہ ہوئے اور اسی وقت کئی
 دن مسواہ سم کہ مرزا صاحب سے ملنے آئے۔

~~~~~ ( ) ~~~~~

## ادبی معرکہ

مرزا صاحب پیشین کے تفسیر میں کلکتہ کی کونسل میں مراجعہ پیش کرنے گئے

راہ میں یک ماہ لکھنؤ ٹھہرے اس کے بعد کلکتہ پہنچے مرزا علی سوداگر شملہ بازار

کے یہاں مقیم ہوئے۔ یہاں ایک دلچسپ ادبی مہنگا مہیا ہو گیا۔ ان دنوں مدرسہ

کلکتہ کے زیر اہتمام ہر ماہ نزم مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی۔ جب مرزا صاحب یہاں

پہنچے تو ان کے اعزاز میں ایک خاص مشاعرہ ہوا۔ پانچ چار کا مجموعہ اتفاق سے

اس زمانہ میں شہزادہ کامران حاکم ہرات کی طرف سے ایک سفارت کلکتہ آئی

ہوئی تھی۔ جس کے رئیس کفایت خاں نامی ایک خوش ذوق اہل علم سے تھے وہ

بھی مشاعرہ میں شریک ہوئے۔ شہزادے..... کلکتہ نے غزلیں جو پڑھیں

تو کفایت خاں نے ریل بٹ بٹ کرتے رہے جب غالب نے غزل پڑھی تو خاں

موصوف نے دل کھول کر داد دی، مرزا فرماتے ہیں :-

پچہ گیرند عیارِ جوس و عشقِ دگر      رسم بیدادِ مباد از جہاں برخیزد  
جز دے از عالم داز مہ عالمِ بنیم      ہم چہ ہوسے کہ تہاں راز میاں برخیزد

گرد ہم شترِ ستم باد عزیزاں غالب

رسم ابد ہا نا ز جہاں برخیزد

مجلس میں سے ایک صاحب بولے، ہم عالم کی ترکیب درست نہیں ہے ایک صاحب نے کہا، ہم کے ساتھ اس کا ربط قیبل کے اجتہاد کے مطابق جانتے نہیں، مرزا صاحب پہلے خاموش رہے۔ کفایت خاں کے ہم عالم کی سند میں حافظ صاحب کا شتر پیش کیا ہے

گر من آلودہ دائم چہ عجبیت

ہم عالم گواہ عصمت اوست

پھر بھی لوگ غوغا مچالے لگے۔ جب مرزا غالب سے ذرا گیا انہوں نے کہا، تین کون وہ فرید آباد کا کھتری کا بچہ نہیں کہیں اس خرد ماہ کو سند ماننے لگا۔ اس پر مہنگا مر اور بڑھ گیا مولوی محمد حسن اور نواب البر علی خاں نے لوگوں کو جواب دئے مگر کلکتہ والے مرزا سے بڑے بیٹھے مولوی احمد علی گوپا مولوی، مولوی احمد علی مدرس مدنی، عالیہ، و حاجت علی لکھنوی، شاگرد قیس وغیرہ نے اعتراض کی بھرمار کر دی۔ غالب نے یہ سوچا کہ وہ دیا میں رہ کر مجھ سے یہ عقلمندی کا شیوہ نہیں، انہوں نے اپنی مشہور شبنوی بادِ مخالف لکھی جس میں اپنے سفر کلکتہ کی غرض و

غایت اور تازگی میں اپنے مسک اور اصول کی توضیح کی اور آخر میں قیتل کی بھی  
ہجو ملیج سی کر دی "

جس میں تعریفانہ کے اتنے تیز نشتر تھے کہ شاگردان قیتل کے قلوب  
میں چبھتے ہی رہے۔

۷ شوم تویش را پر صلح دلیل      ۷ مرام تو اسے مدح قیتل  
گرچہ ایرانش نخواستیم گفت      ۷ سدی شائیش نخواہیم گفت

نثر اد نقش بال طاوس است      انتخاب صراح قاموس است

:-:~::~~::~~::~~::~:-

# بجلی ڈلی

دوران قیام کلکتہ میں مولوی کریم حسین نے جو مرزا صاحب کے دوست تھے۔  
ایک مجلس میں کہا "بجلی ڈلی پر کچھ تشبیہات نظم کیجئے۔ مرزا صاحب نے فی البدیہہ  
فرمایا کہ

ستہ جو صاحب کے کف دست پر چینی ڈلی      ذریب دینا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے  
خام انگشت بندوں کہ اسے کیا لکھیے      ناطقہ سرگرمیاں کہ اسے کیا کہیے  
آخر سوئے تیس سے نسبت دیجئے      خان مشکین رنج دکش لیٹا کہیے  
جر الاسد و دیوار حرم کیجئے فرض      ناز آہوئے بیابان خفق کا کہیے  
صوئے میں اسے ٹھہرایے گر مہر نماز      مے کدہ میں اسے خشت خرہ بیا کہیے

مسی آلودہ مرا گشت حیناں کیجئے  
 داری طرف بگرد عاشر شیدا کیجئے  
 کیوں اسے قفل درگج محبت کیجئے  
 کیوں اسے نقد پر کار نمنا کیجئے  
 کیوں اسے تکد پیرا من لیسلا کیجئے  
 کیوں اسے نقش تپے نازہ مسلما کیجئے  
 کیوں اسے گورنایاب تصور کیجئے  
 کیوں اسے مروتک دیدہ غنما کیجئے

اپنے حضرت کف دست کو دل کیجئے فرض

اور اس چکنی سپاری کو سودا کیجئے

سس - کز - کز - کز - کز - کز

## لعبتان فرنگ

مرزا صاحب نے ملکتہ میں لعبتان فرنگ کی گرم بازاری دیکھی تھی ان کا  
 بے تکلف رہنا۔ پہناوے کی تراش خواش، صفائی، ستھرائی، اس سے پہلے  
 یہ نقشہ کاہے کو نظر سے گذرنا تھا۔ ولی ٹوٹ کر آئے وہ ستوں نے ملکتہ کے حالات  
 پوچھے۔ کہتے ہیں۔

ملکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشین  
 اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہانے  
 وہ سبزہ زار ہائے مہر غضب  
 وہ تازین بنال خود آرا کہ ہائے ہائے  
 ہوسر آزمان وہ انکی نگاہیں کہ ہند نظر  
 طاقت و باوہ ان کا اشارہ کہ ہائے ہائے

وہ میوہ ہائے ۳۰ زہ و شیریں واہوا

وہ باد ہائے تاب گوارا کہ ہائے ہائے

سس - کز - کز - کز - کز - کز

## تپان و قاسم

مرزا غالب کے قیام کلکتہ میں احمد بیگ خاں تپان اور ابو القاسم قاسم نے بڑی خدمت کی تھی۔ احمد بیگ خاں مرزا صاحب کے عزیز ہوتے تھے۔ قاسم نے بڑی خدمت کی تھی۔ احمد بیگ خاں مرزا صاحب کے عزیز ہوتے تھے قاسم کا سلسلہ تلمذ میر درد تک پہنچا تھا۔ ان دونوں کی مدح میں ایک غزل لکھی :-

دیکھتے ہیں ہیں اگر چہ دو پر ہیں یہ دونوں یا ایک

وضوح میں تو مہرئی دوسرے تیغ ہے ذوالفقار ایک

ہم سخن اور ہم زبان حضرت قاسم و تپان

ایک تپش کا جانشین درد کا یادگار ایک

نقد سخن کے واسطے ایک عمیاد آہی

شعر کے فن کے واسطے مایہ اعتبار ایک

ایک وحی و مہر میں تازگی باط و ہر

لطف و کرم کے باب میں زینت روزگار ایک

گلگدہ تماشاں کو ایک ہے رنگ ایک بو

رہنیت کے تماشاں کو ایک ہے پود تار ایک

ملکت کمال میں ایک امیر سہ نامور



عصہ قیل و قال میں خسرو نادر ایک  
 گلشن افاق میں ایک بہار بے خواں  
 میسکہ وفاق میں بادہ بے خسار ایک  
 زندہ شوق شمع کو ایک چراغ انجمن  
 گشتہ ذوق شکر کو شمع سرسزار ایک

لایا ہے کہ کے یہ غزل شائبہ ریاسے دور  
 کر کے دل و زبان کو غالب خاکسار ایک  
 سب - پی پی پی پی پی پی پی پی پی پی

## فاقہ مستی

مرزا غالبؔ میں فضول خرچی حد سے زیادہ ہنسی آئے دن منقروض رہتے۔  
 بوجہ غلغلی کے قرضہ ادا نہ کر سکے قرض خواہ نے ان پر مقدمہ چلایا۔ چنانچہ مرزا صاحب  
 کو عدالت میں جواب دہی کے لئے طلب کیا گیا۔ جب مرزا صاحب مفتی صدر الدین  
 خاں آرزوہ صدر الصدور کے رو برو پیش ہوئے تو فرمایا:-

قرض کی پینٹے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ ان  
 رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

مفتی صاحب نے مرزا کے خلاف ڈگری دیدی مگر مدعی کو اپنی جیب سے روپے ادا کئے۔

( ۴۴ : ۴۴ : ۴۴ )

## حادثہ اسیری

جون ۱۸۷۷ء میں مرزا صاحب کو ایک سخت حادثہ پیش آیا انھیں بچپن سے چوسراو ر شطرنج کھیلنے کی عادت تھی اس زمانہ میں بھی وہ اپنا خالی وقت چوسرا کھیلنے میں گزارتے تھے اور محض فنتیل کے طور پر کچھ بازی بہ کر کھیلتے۔ چونکہ حکام ان دنوں قمار بازی کے اندر کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر رہے تھے لہذا ان دنوں مرزا صاحب سے بلا دیہ کی دشمنی تھی انھیں موقعہ پا کر بزم قمار بازی میں لگے دیکھ لیا اور مجبوری سے ان کے لئے چند ماہ قید بامشقت اور ذمہ داریوں سے جو مانہ کی سزا کا حکم دیا۔ چند دن کے لئے جیل جانا ہی پڑا اس طرح رہے۔ جیسے حضرت یوسف کو زندان مصر میں رہنا پڑا تھا۔ بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ملی انھوں نے معظم الدولہ سے کہا کہ مرزا کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ معظم الدولہ نے نواب صاحب کلاں ریڈ پٹرٹ کو لکھا مگر سنوائی نہ ہوئی۔ ایک دن بیٹھے کپڑے میں سے جو نہیں چن رہے تھے۔ نواب مصطفیٰ خاں ملنے پہنچے۔ انھوں نے پوچھا کیا حال ہے آپ نے فرمایا :-

ہم غمزدہ جس دن سے گرفتار ہلا میں  
کپڑوں میں جو نہیں بچھوئے کھانوں سے سوا ہیں

مجھ ٹریٹ نے جلد رہا کر دیا جس دن چھوٹے اپنا لباس تبدیل کرنے کا موقع آیا تو  
 وہاں کا کرتہ وہیں بھاڑ کر پھینک دیا اور یہ نئے ٹریٹ چھوٹے  
 ہائے اس چار گروہ کپڑے کی قیمت غالب  
 جس کی قیمت میں ہر عاشق کا گریاں ہونا

~~~~~ ( ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ) ~~~~~

کالے کی قید

بید رہائی میاں کالے حضرت محمد نصیر الدین جو بہادر شاہ کے پیر تھے انکے
 مکان میں آکر رہے ایک روز میاں صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کسی نے
 آکر قید سے چھوٹنے کی مبارکباد دی مرزا صاحب نے کہا "کون بھڑوا قید سے چھوٹا
 ہے پہلے گورے کی قید میں تھا اب کالے کی قید میں ہوں۔"

~~~~~ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ~~~~~

## خاتمہٴ تبدیل

اہل علم میں عام شہرت منی مرزا صاحب کا نیا مسلک ہے کسی استاد  
 کے پیروہ نہیں ہیں بے استاد ہے ہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں چیتاں کہہ جاتے ہیں۔  
 اس پر فرماتے ہیں :-

مجھے راہ سخن میں خوف گمراہی نہیں غالب  
 عرصےٴ حفر صحرائے سخن ہے خاتمہٴ تبدیل

# آم کی خوبی

مولانا حالی لکھتے ہیں نواب مصطفیٰ خاں مرحوم فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں جناب مرزا صاحب بھی موجود تھے اُموں کی نسبت گفتگو مہربانی مٹھی ہر شخص اپنی اپنی رائے بیان کر رہا تھا کہ آم میں کیا کیا خوبیاں ہوتی چاہئیں۔ مولانا فضل حق خیر آبادی نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ آپ کی رائے میں آم کیسا تھ ہونا چاہئے۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو آم میں صرف دو باتیں ہونی چاہئیں۔ بیٹھا ہوا اور بہت ہو۔ یہ سن کر سب سامعین ہنس پڑے۔

بہ سہ ہندو سہ سہ

## گدھا آم نہیں کھاتا

حکیم منی الدین خان جو مرزا صاحب کے نہایت گہرے دوست تھے۔ انکو آم نہیں بھانستے تھے۔ ایک دن وہ مرزا کے مکان پر برآمدے میں بیٹھے تھے۔ مرزا بگھا وہیں موجود تھے۔ ایک گدھے والا اپنے گدھے لئے ہوئے گلی سے گذر آم کے چھلکے پڑے تھے، گدھے نے سونگھ کر چھوڑ دیئے۔ حکم صاحب نے کہا دیکھتے آم ایسی چیز ہے جسے گدھا بھی نہیں کھاتا۔

مرزانے کہا، بیشک گدھا آم نہیں کھاتا۔

بہ سہ ہندو سہ سہ

## معتمد الدولہ

آغا میر معتمد الدولہ غازی الدین حیدر کے نائب السلطنت تھے۔ ان کا بڑا شہر اخٹا مرزا کلکتہ جاتے ہوئے گیارہ ماہ لکھنؤ رہے تھے۔ غازی الدین حیدر اور آغا میر سے ملنے کے عرصے تک منمنی رہے آغا خٹا بڑا رافعی اور کجوس اس نے مرزا کو اپنے ملے کا موقوفی نہ دیا۔ اس زمانہ میں لکھنؤ میں ایک مشاعرہ تھا طرح پر غزل کہی مرزا اس خیال میں تھے۔ شاید مشاعرہ میں آغا میر آئے مگر وہاں بھی وہ شامل نہ ہوا۔ آخر غزل مشاعرہ میں پڑھی اور آخر میں قطعہ سنایا۔

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کہنا یعنی  
 ہوا سیر و تماشا سودہ کم ہے ہم کو  
 مقطع سلسلہ شوق ہیں جو پیشہ ہر  
 عزم سیر بخت و طوف حرم ہے ہم کو  
 لائی بیاں معتمد الدولہ بہادر کی امید  
 جاوہ رہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

سیر (نویا)

## عمیادت بہن

مرزا صاحب کی بہن چھوٹی خانم بیمار تھیں یہ عمیادت کیلئے اس کے ٹھہر گئے پوچھا کیا حال ہے وہ بولیں کہ مرتی ہوں۔ البتہ قرض کی فکر بہت ہے اور کوئی سہیل ادا کرنے کی نہ ہو سکی گردن پر بار ہے۔ اور جا رہی ہوں۔ آپ سہل کے بولے۔ بوا بھلا یہ فکر ہے خاک یہ بیاں کیا مفتی صدر الدین خاں بیٹھے ہیں جو ڈاکری دے رہے ہیں۔ بہن

یہ فقرہ من کہش دیں۔

## نواب شیفتہ

جاڑے کے دن تھے نواب شیفتہ مرزا کے گھر آجکلے مرزا کے یہ گھرے دوستوں میں سے تھے مرزا سننلے میں لگے ہوئے تھے۔ نواب کو دیکھ کر ان کے آئے شراب کا گلاس مرکا دیا وہ منہ دیکھنے لگے مرزا بولے "لیجئے ناپہ چپ پھر مرزا نے کہا "حضرت جاڑے میں بھی نہیں پیئے۔"

## شرابی کی دُعا

ایک دفعہ ایک شخص نے مرزا صاحب کے سامنے شراب کی برائیاں بیان کیں اور کہا کہ شرابی کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب بولے "بھائی جن کو شراب ملی ہے اس کو اور کیا چاہیے جس کے لئے دعا مانگے!"

## دھوکے دھوکے میں نجات پاگئے

ایک دفعہ ایک صاحب جن کی وضع سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت متقی اور پرہیزگار شخص ہیں مرزا صاحب نے آئے مرزا نے ان کی بڑی خاطر مدارات کی

سامنے میز پر گلاس اور شراب کی بوتل رکھی تھی انھوں نے شربت کی بوتل  
 سمجھ کر اسے اٹھایا۔ پاس سے کوئی شخص بولا کہ "جناب یہ شراب ہے۔"  
 انھوں نے جھٹ اُس کو میز پر رکھ دیا اور کہا: "میں نے تو شربت کے دھوکے  
 میں اٹھایا تھا،" مرزا صاحب مسکرائے اور بولے "زہرہ نصیب۔ دھوکے  
 دھوکے میں نجات ہو گئی۔"

~~~~~ (x) x (x) x (x) ~~~~~

قلعہ سے تعلق

مرزا غالب کے دن بڑے سختی سے گذر رہے تھے۔ خانہ دانی پیش صرف
 ساڑھے باسٹھ روپے ماہوار تھی۔ نہیالی سے مدد کا سلسلہ بند ہو چکا تھا۔
 کوئی آمدنی کی صورت نہ تھی۔ حکیم احسن اللہ خاں ملہ را المہام طبیب شاہی مرزا کے
 قلمدان تھے ان حضرت نے سفارش کی اور بہادر شاہ نے منخیر کر لیا۔ کہ مرزا خانہ دان
 تیمور کی تاریخ فارسی زبان میں لکھیں۔ ۱۸۵۷ء میں بادشاہ کے حفوظ پیش ہوئے۔ ابظفر
 بہادر شاہ نے تحجیم الدیوبیر الملک نظام جنگ کہہ کر خطاب کیا۔ کارپردازوں نے
 خلعت پہنا یا پچاس روپے ماہوار مشاہرہ منفرہ ہوا اور یوں مرزا صاحب باقاعدہ
 قلعہ کے ملازم ہو گئے۔ اس موقع پر مرزا نے فی البدیہہ کہا کہ
 غالب فطیہ خوار ہو دوش کو دُعا
 وہ دن گئے کہ کہتے تھے ناکر نہیں ہوں میں

~~~~~

## مرزا حبیب علی بیگ سرور

مرزا حبیب علی بیگ سرور دلی آئے۔ سرتے میں ٹھہرے پھر مرزا صاحب کے گھر پوچھتے پوچھتے پہنچے۔ اس وقت مرزا کے پاس حضرت غوث علی شاہ فلندہ پانی پتی بیٹھے تھے۔ مرزا پلنگڑی پر لیٹے ہوئے تھے۔ مرزا نے شاہ صاحب رونق افروز تھے۔ سرور آئے اور بیٹھ گئے کہنے لگے حضرت مجھ کو آپ تک پہنچنے میں کوئی وقت نہ ہوئی۔ مرزا ہنس کے بولے :-

ہو گا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے

شاعر تو بہت اچھا ہی پر بدنام بہت ہے

سرور نے کہا حضرت کبھی فسانہ عجائب بھی ملاحظہ سے گزری وہ مرزا بولے :-

”واہ کس کتاب کا نام لیا۔ حضرت بھیٹاریوں کی زبان میں قصہ لکھا ہے۔“ سرور چند منٹ بیٹھ کر اٹھ آئے۔ ایک صاحب بولے ”مرزا صاحب ہی سرور تھے“ آپ نے بڑی بے زحی برقی کہنے لگے کجنتو پہلے سے نہ کہا اور شاہ صاحب سے کہا۔ حضور میں اور آپ کل صبح سرتے چسپس گے چنانچہ ہر دو صاحب سرتے پہنچے۔ سرور نے بڑی آدھجگت کی۔ اور سادہ ہر کے ذکر کے بعد فسانہ عجائب کا ذکر چھڑ گیا کہنے لگے خوب عبارت ہے کہیں شہزادیوں کی زبان ہے کہیں بھیٹاریوں کی، انداز تحریر خوب ہے تو تعریف و تہنیت ایسی کی مرزا سرور خوش ہو گئے۔ دل سے غبار کدورت دھل گیا۔ ان کو رضامند کر کے گھر لوٹے کہنے لگے ”دل آزاری غالب کا شیوہ نہیں۔“



## مسجد کے زیر سایہ

مرزا آخری عمر میں حکیم محمود خاں کے دیوان خانہ کے متصل مسجد کے مقرب میں آن رہے تھے۔ ایک صاحب نے کسی مجلس میں پوچھا حضرت مسکن کہاں ہے آپ فرماتے ہیں:

مسجد کے زیر سایہ اک گھر بنا لیا ہے یہ بندہ مکینہ ہمسایہ خدا ہے

## معرکہ غالب اور ذوق

ابوظہر بہادر شاہ کی چہیتی بیگم نواب زینت محل تھی ان کو بادشاہ کے مزاج میں برا دخل تھا، شاہ ظفر کچھ انسے دب ہی گئے تھے۔ جو چاہتی وہ کرا لیتی۔ ان کے لطف سے مرزا جو ان بخت تھے۔ اصلی دل بے بہادر دارا بخت تھے وہ باپ کے آگے سدھارے پھر مرزا شاہ رخ ہوئے وہ انتقال کر گئے تو مرزا فخر ہوئے۔ ان کو بھی موت کی نظر لگ گئی اور بھی مرشد زادہ تھے مگر نواب زینت محل کی تمنا تھی وہ سب شہزادوں کے ہوتے ہوئے بھی جو ان بخت ہی ولی عہد ہوا، آخر شاہ بہادر شاہ بھی اس کو ششتر میں لگ گئے۔ ان کی شادی کا موقعہ آیا، شاہانہ انتظام کئے گئے۔ مرزا غالب نے زینت محل کی فرمائش سے سہرا کہہ کر سنہری تشت میں رکھ کر حضور شاہ میں گزارا

## سہرا

خوش ہوائے بخت کہ ہوا آج تر سر سہرا  
کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا  
سر پر چڑھنا تجھے چھینا پلے طرف کلاہ  
ناؤ بھر کر ہی پر دمے گئے مہل گے موتی  
رج پردہ لہلہ کے جو گرمی سے پسینہ ٹپکا  
یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ تباہی سڑھ جائے  
جی میں انرا میں نہ موتی کر مہیں ہیں اکتا  
جبکہ اپنے میں سما دیں نہ خوشی کے مے  
رج روشن کی دمک گوہر غلطان کی چمک  
تار شیم کا نہیں ہے یہ رگ ابر بہار

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں  
دیکھیں اس سہرے سے بہتر کئی کہد سہرا

مقطع کو جو بادشاہ نے سنا تبعد بدل گئے خیال گذرا اس میں ہم پر چشمک ہے  
اس سہرے کے برابر کوئی سہرا لکھنے والا نہ رہا ہم کو دوں دے کر شعر گوئی کرتے  
ہیں۔ نام کا استاد بنا رکھا ہے اور ملک اشتر اہوت دیکھنے ہی دیکھنے کے  
ہیں۔ حرب معمول شیخ ابراہیم ذوق حضور میں گئے تو بادشاہ نے کہا استاد  
دیکھئے مرزا نوشتہ نے سہرے میں کیا کیا گل کاریاں کی ہیں۔ ذوق نے سہرے  
کو پڑھا اور جو جب عادت کے عرض کی پیر مرشد درست

بادشاہ نے کہا "استاد دوست خوب کہا اچھی حضرت اس کے مقابل  
میں تم بھی ایک سہرا لکھو" عرض کی "بہت خوب" پھر فرمایا "ابھی لکھو دو اور  
خدا قطع پر بھی نظر ہے" حضرت ذوق دہیں بیٹھ گئے اور عرض کیا ہے۔

### سہرا

اے جواں بخت مبارک تجھے سر پہ سہرا  
آج وہ دن ہے کہ لائے ڈرانجھم سے فلک  
تاجش حسن سے مانند شمعان خورشید  
وہ کہے صیل علی یہ کہے سبحان اللہ  
تاجے اندر نبی میں رہے اخلاص بہم  
دھوم ہے گلشن آفاق میں اس سہر کی  
روئے فرخ پہ جو ہیں ترے برتنے نوار  
ایک کو ایک پہ تزیں ہے دم آئین  
ایک گہر بھی نہیں صدکان گہر میں چھوڑا  
پھرتی خوشبو سے ہے اترا تری جوتی باوہار  
سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے میں بھی  
رومانی میں تجھے دے مہ و خورشید فلک  
کثرت تار نظر سے ہے تماشا تینوں کے  
دوست خوش آب مضامین سے بنا کر لایا

آج ہے مین و سعادت کا ترے سر پہ سہرا  
کشتی زر میں مسہ لو کی لگا کر سہرا  
رخ پر نور پہ ہے ترے منور سہرا  
دیکھے کھڑے پہ جو ترے مہ و اختر سہرا  
گودھے مسورہ اخلاص کو پڑھ کر سہرا  
گائیں مرغانِ نواسخ نہ کیونکر سہرا  
تار بارش سے بنا ایک سہرا سر پہ سہرا  
سر پہ دستار ہے دستار کے اد پر سہرا  
تیز نبویا ہے لے لے کے جو گھر سہرا  
اللہ اللہ سے پھولوں کا مسطر سہرا  
کنگنا ہانڈ میں زریا ہے تو سر پہ سہرا  
کھول سے منہ کو جو تو منہ سحر سہرا  
دیم نظارہ ترے روئے نحر پر سہرا  
واسطے تیرے ترا ذوقِ ثمت گر سہرا

جن کو دعویٰ سخن جو یہ سنا دو ان کو  
دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخن سہرا

۱۰۰ ارباب نشا حضور شاہ میں ملازم تھے اسی وقت انھیں ملا۔ شام تک  
شہر کی گلی گلی کوچہ کوچہ میں پھیل گیا۔ دو سکر ہی حون مشہر ہوا امر ترا بھی بڑے  
اداشناس اور سخن فہم تھے سمجھے کہ تھا کچھ اور ہو گیا کچھ اور کہہ کر یہ قطعہ حضور  
میں گذراتا :-

### قطعہ در معذرت

منظور ہے گزارش احوال واقعی  
سو لپنت سے ہے پیشیا اسپہگری  
آزاد ہوں اور میرا ملک صلح کل  
کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں  
استاد شہ سے ہو مجھے پر حاش کلینیاں  
جام جہاں نما ہے شاہنشاہ کا قمبر  
میں کون اور رنجینہ ہاں اس سے مدعا  
سہرا لکھا گیا زہ امتشال امر  
مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات  
روئے سخن کسی کی طرف ہونور و بیاہ  
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں

اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے  
کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے  
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے  
مانا کہ جاہ و منصب ذروت نہیں مجھے  
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے  
سو گند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے  
جز انبساط خاطر حضرت نہیں مجھے  
دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے  
مقصود اس سے قطع محبت نہیں مجھے  
سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے  
ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے

صداق ہوں اپنے قول کا غالب خدا گواہ  
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

~~~~~ (x) + (x) + (x) ~~~~~

دربار کی غیر حاضری کا عذر

مرزا صاحب نے مسہل سے دکھا تھا۔ معالج نے مسہل کے دوران میں
چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا چنانچہ مرزا صاحب کئی روز گھر میں لیٹ رہے۔ جب
مسہل کے دن ختم ہوئے تو دربار نشا ہی میں حاضر ہو کر اتنے دن کی غیر حاضری کے عذر
میں یہ قطعہ پڑھا۔

مسہل تھا مسہل وے یہ سخت مشکل سہی مجھ پہ کیا گزے گی اتنے روز حاضر بن ہوئے
تین دن مسہل سے پہلے تین دن مسہل کے بعد تین مسہل نہیں تبریر بتی سب کے دن ہوئے

~~~~~ x x (x) x x ~~~~~

## شیطان کا قید خانہ

مکان کے جن کرے میں مرزا وں عبرت چلے اٹھتے تھے وہ مکان دروازے  
کی چھت پر تھا اور اس کے ایک جانب ایک کوٹھری ننگ و تاریک جس کا در اس قدر  
چھوٹا تھا کہ کوٹھری میں بہت جھک کر جانا پڑا تھا۔ اس میں ہمیشہ فرش چھار تھا تھا  
اور مرزا اکثر گرمی اور ٹوکے موسم میں دس بجے سے تین چار بجے تک وہاں بیٹھتے تھے  
ایک دن جبکہ رمضان کا مہینہ اور گرمی کا موسم تھا مولانا صدر الدین خاں آزر وہ ٹھیک

دوپہر کے وقت مرزا سے ملنے چلے آئے اس وقت مرزا صاحب اسی کوٹھڑی میں کھڑے  
 دوسرے کے ساتھ چومر یا شطرنج کھیل رہے تھے مولانا بھی وہیں پہنچے اور مرزا کو رمضان  
 کے مہینے میں چومر کھیلتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگے کہ:-

”ہم نے حدیث میں پڑھا تھا کہ رمضان کے مہینے میں شیطان مقید  
 رہتا ہے۔ مگر آج اس حدیث کی صحت میں تردید پیدا ہو گیا۔“  
 مرزا نے کہا ”قبلہ حدیث بالکل صحیح ہے مگر آپ کو معلوم رہے کہ وہ جگہ جہاں شیطان  
 مقید رہتا ہے وہ یہی کوٹھڑی تو ہے۔“

— — — — —

## سنی مسلمان

رمضان کا مہینہ تھا مولوی عبدالقادر دہلوی مرزا سے ملنے آئے۔ عصر کا وقت  
 تھا۔ مرزا نے خدمت گزار سے پانی مانگا۔ مولوی صاحب نے تعجب سے کہا۔ جناب کا  
 روزہ نہیں ہے۔ ”مرزا نے کہا ”سنی مسلمان ہوں، چار گھڑی دن رہے روزہ کھول لیتا ہوں“

— — — — —

## روزہ کھانا

ایک دفعہ بہادر شاہ نے مرزا صاحب سے پوچھا ”مرزا تم روزہ کیوں نہیں رکھتے“  
 مرزا صاحب نے عرض کیا ”پرو مشرجب کھانے کو نہیں ملتا تو روزہ ہی کھا لیتا ہوں“  
 بادشاہ یہ سنکر ہنس وئے۔

انفار صوم کی کچھ اگر درست گاہ ہو  
 جس پاس روزہ کھول کے کھانیکو کچھ نہ ہو  
 اس شخص کو مفروضہ روزہ رکھا کرے  
 روزہ اگر نہ کھائے تو ناجاہر کیا کرے

.....

## خس خانہ و برون آب کہاں سے لاؤں

چند دوستوں نے کہا مرزا صاحب اجمال تو روزے رکھی ہو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ  
 بہت پڑی۔ آیام صیام آئے تو مئی جون میں آئے۔  
 فرماتے ہیں۔

سامان خود خواب کہاں سے لاؤں  
 روزہ جبر الہام سے غالب کیسکی  
 آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں  
 خس خانہ و برون آب کہاں سے لاؤں

.....

## خسر و غالب

ایک دفعہ سراج الدین بہادر شاہ کے دربار میں حضرت سلطان جی اومیر  
 خسر و کا تذکرہ کیا مرزا بھی موجود تھے۔ انھوں نے اس وقت یہ شعر موزوں کر کے کہا۔

بلے دو مرشدوں کو قدرت حق سے ہیں دو طالب  
 نظم آم الدین کو خسر و سراج الدین کو غالب

.....

## غسل شاہ

ابوظفر بہادر شاہ و بانی مرض میں مبتلا ہوئے کچھ عرصہ بعد علامت سے  
شفا پائی۔ زینت محل کی طرف سے بادشاہ کے غسل کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ اس  
پر فرماتے ہیں :-

شاہ کے بے غسل صحت کی خبر  
دیکھتے کب دن پھریں حمام کے

— ❖ ❖ ❖ —

## شقایابی

غسل صحت کے بعد مرزا صاحب مبارک بادی کے لئے محفوظ شاہ میں  
پہنچے۔ فرماتے ہیں :-

کیوں نہ دینا کہ ہر خوشی غالب  
شاہ و بیدار نے شفا پائی

~~~~~ ❖ ❖ ❖ ~~~~~

غالب و مہبائی

مرزا غالب اور جناب مہبائی میں گہرے تعلقات تھے۔ ایک دوسرے

کی قدر دانی کرتے چنانچہ مرزا نے جہاں معاصرین کا ذکر کیا ہے وہیں صہبائی کو سمجھنے لگے۔

مومن ذمیر و صہبائی دوسلوی و نگاہ
حسرتی اثرت و آرزوہ بود اعظم شان

جہاں مرزا صاحب نے اپنی ہمدردی کو ٹھیس لگتے ہوئے دیکھا۔ دوسلوی و ملاقات کو بالائے طاق رکھ دیتے تھے چنانچہ "طالع برہان" کی مخالفت میں مرزا حرم بیگ شنگرد مولانا امام بخش صہبائی نے "طالع برہان" شائع کی۔ مرزا صاحب چراغ پا ہو گئے کہنے لگے

"نامہ غالب کا مکتوب الیہ حرم بیگ نامی میرٹھ کا رہنے والا ہے۔ دس برس سے اندھا ہو گیا ہے وہ قوت علمی بھی نہیں رکھتا اوروں سے مدد لیتا ہے۔ اہل وہلی لکھتے ہیں کہ دوسلوی امام بخش صہبائی سے اس کو تلمذ بھی ہے۔ اپنا اعتبار بڑھانے کو ان کا شاگرد بنانا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اسے اس بیچ پنج پر جس کو صہبائی کا تلمذ موجب عزت قرار دے گا۔"

... — ... — ...

روزہ بہلانا

ایک دفعہ مرزا صاحب نے رمضان کے مہینہ میں ایک دوست کو خط میں لکھا

لے دو مے معنی (۱) نام عبد الرزاق شنگرد

وحدود بہت تیز ہے روزہ رکھتا ہوں مگر روزے کو پہلانا رہتا ہوں
 کبھی پانی پی لیا۔ کبھی حقہ پی لیا۔ کبھی کوئی ٹکڑا روٹی کا کھا لیا۔ یہاں کے
 لوگ عجب ختم رکھتے ہیں۔ میں یوں روزہ پہلانا ہوں اور یہ صاحب
 فرماتے ہیں کہ روزہ توہین رکھتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ روزہ نہ رکھنا اور چیز ہے
 اور روزہ پہلانا اور بات ہے۔

*

لطف عام

ایک مرتبہ کسی نے مرزا صاحب کے لئے عمدہ عمدہ آم کا ٹوکرا تحفہ کے بطور
 بھیجا مرزا نے ٹوکرے کو کھول کر دیکھا تو فرمایا:-

لطفِ خاص نہیں فیض عام ہے
 شراب نہیں آم ہے

*

غالب اور مومن

مولوی انعام اللہ خاں اکبر آبادی حکیم محمد دخال مرحوم کی نہایت یہ لطیفہ بیان کرتے
 تھے۔ ایک دن مرزا غالب کے پاس کچھ دوست بیٹھے ہوئے تھے حکیم مومن خاں
 کا ذکر آ گیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

ذکر کر بیٹھیں برائی سے بھی میرا شاید
 اب وہ اغیار کی صحبت سے عذر کرتا ہے

مرزا صاحب نے سنا اور کہنے لگے :-

ذکر میرا بہ بدی بھی اسے منظور نہیں

نجیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ درد نہیں

اور مرزا صاحب فرماتے لگے - حکیم مومن خاں نے مجھے ایک صحبت میں یہ شعر سنایا

میرے نغیر رنگ کو مت دیکھو

تجھ کو اپنی نظر نہ ہو جائے

میں نے بے حد تعریف کی اس اشعار میں ایک شعر میرے ذہن میں آیا اور مومن خاں کے ساتھ پیش کیا -

نظر لگے نہ کہیں ان کے دست و بازو کو

یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

حکیم صاحب نے میرا دل رکھنے کو بڑی تعریف کی -

~~~~~ (پتھر) ~~~~~

## مشاعرہ

دلی میں آئے دن آزدہ و شیفقہ کے یہاں مشاعرہ ہوا کرتے - غالب اور مومن کی طرح پر غزل کہی - جن اتفاق ہے ہر دو کے بنتے جیتے شعر سخن -

مومن خاں کہتے ہیں -

بیگناہ مزا پائے اب وہ دل کہاں اپنا

جہاں سے جائے پھر ہاں ہی پوچھئے مکاں اپنا

کیا ہوا ہوا اگر وہ بعد امتحان اپنا

لب و مدت اس کو سے یوں پھر بے رنگ آکر

دیکھتے ہیں مردمان حال و صدم و جان کیا ہو  
مدعی نہیں اپنی دشمن آسمان اپنا  
مرزا غالب فرماتے ہیں :-

مٹے وہ کیوں پتیتے بزمِ غیر میں یارب  
آج ہی ہوا منظور ان کو امتحاں اپنا  
منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے  
عرش سے ادھر ہوتا کاشیے مکاں اپنا  
ہم کہاں کے دانستے کس ہنرمیں پکتا تھے  
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

~~~~~ (تہ) ~~~~~

شعرومن کے بدلے دیوانِ غالب

ایک دن مرزا صاحب کے یہاں شعر و سخن کے جڑے مہر ہے تھے ایک
صاحب نے حکیم مومن کا یہ شعر پڑھا ہے

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
مرزا غالب بولے "خاں صاحب اگر اس شعر کو میرے تمام دیوان کے عوض میں
دیدیں تو بھی میں فائدہ نہیں رہوں" اور یہ اپنا شعر پڑھا ہے
انسان ہے بجائے خود ایک محشر خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

~~~~~ (تہ) ~~~~~

## ذوق و غالب

قلعہ میں بادشاہ کی طرت سے شہابی مشاعرہ تھا شہر کے تمام مشاہیر شہداء  
شریک تھے صہبائی ذوق، عالی، عارف، مجتہد، علائی، صاحبِ نیر، ازبک، شیفتہ وغیرہ مرزا صاحب

بھی شامل ہوئے، مٹیجے ہی فرماتے ہیں:-

حضور شاہ میں اہل سخن کی آزمائش ہے

چمن میں خوش ذرایاں چمن کی آزمائش ہے

مرزائے غول پڑھی :-

نویدا میں ہے بیداد دست جاں کیلئے

وہ ہے نہ طرز ستم کوئی آسمان کے لئے

بلایا سے گزرا یا تہ نہ خون ہے

رکھوں کچھ اپنی بھی مرگان خوش کیلئے

گاہ سچہ کے وہ چپ تھا سر جو شامت آئے

اسٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاساں کیلئے

نواب مصطفیٰ اٹھا کہتے تھے ذوق نے اس شعر کی بہت تعریف کی مرزا گھر چلے

گئے تو اسی طرح حضرت ذوق نے فی البدیہہ غول مجلس کو سنانا :-

مرزے یہ دل کے لئے تھے نہ تھوڑیاں کیلئے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف

سوہم نے دل میں مرزے سوزش نہاں کیلئے

اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کیلئے

## دال

حضرت ابو ظفر کو مونگ کی دال بہت پسند تھی۔ بادشاہ جس درباری پر

مہربان ہونے اس کے لئے اپنا ادیش بھجواتے چنانچہ مرزا صاحب کے لئے شاہی نو

راہ گیا اس میں مونگ کی دال بھی تھی مرزا فرماتے ہیں۔

بھیجی ہے جو محمد کو شاہ جمہا نے دال

یہ شاہ پسند دل ہے سخت و جدل

ہے لطف و عنایات شاہنشاہ پہ دال

ہے دولت و دین و دانش شاہ کی دال

# نواب تجل حسین خاں

نواب تجل حسین خاں والی فرخ آباد علم کے قدر دان تھے مرزا صاحب کے  
کلام کا شہراختہ نواب نے فرخ آباد آنے کی مرزا صاحب کو دعوت دی مگر مرزا نے  
نہیں۔ ایک غزل لکھ کر بھیجی :-

دیا ہے خلق کو ہی نانا سے نظر نہ لگے      بنا ہے عیش تجل حسین خاں کے لئے  
زبان پر بار خدا یا یہ کس کا ماں آیا      کرے نطق نے پوسے سری زبان کیلئے  
نصیر دولت و دین اور معین ملت ملک      بنا ہے چرخ بریں جس کے آستان کیلئے

~\*~\*~\*~\*~

## ذوق مرزا

حضرت ظفر بطور تفریح اپنے استاد ذوق کو مرزا غالب سے بھڑایا کرتے  
ایک دن مرزا صاحب نے بادشاہ کو غزل سنائی اور استاد شاہ پر اشارہ کر گئے۔  
خام میرا کرو ہے ہار پد بزم سخن      شاہ کی مدح میں یوں رقم سرا تم ہے  
اے شاہنشاہ کو اکب سپرو بہر دہم      ترے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے  
میں جو گستاخ ہوں آئیں غزل خولائیں      یہ بھی نیل ہی کرم ذوق مرزا ہوتا ہے

~\*~\*~\*~\*~

# مرگ ناگہانی

مولانا خواجہ غلام عیون بختیاریاں بہادر ذوق القدر مرہوشی لفظوں کو بڑا طلاع مولیٰ

دشمنی دہی آئے مرزا صاحب سے ملنے گئے۔ مرزا صاحب کو جناب بختیاری سے  
 خصوصیات تھیں بچھ کر خوش ہوئے مگر مرزا صاحب کا حال پھنسی پھوٹ سے  
 پتلا ہو رہا تھا۔ تکلیف سے زندگی کے عاری تھے۔ بختیاری صاحب نے پوچھا۔  
 شہرت کیا حال ہے۔ کہنے لگے :-

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام

اک مرگ ناگہانی اور ہے

سپٹ ششپٹ + (بچہ) + سپٹ ششپٹ

## کچھڑی کھائی دن بہلائے

مرزا فقیر کو لکھتے ہیں۔

” صاحب کچھڑی کھائی دن بہلائے۔ کچھڑے پھاٹے گھر کو آئے “

دو دن بعد کے دن غضب آئی کی طرح اپنے گھر پر نازل ہوا

مغلوب غلبہ غم دل غالب حزین کا نہ تنش ضعف تو ان گفت حال بود  
 نہ رام بود زندہ بدلی سیدہ است ارادیں گیاہ ضعیف این گمان بود

~~~~~ (بچہ) ~~~~~

میرن صاحب

میر مہدی مجردی کو لکھتے ہیں۔

بھئی میں تم سے بہت آزرہ ہوں۔ میرن صاحب کی تندستی کے بیان میں
 : اظہار مسترت نہ مجھ کو تنہیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گو بان کا تندرست
 ہونا تم کو ناگوار ہوا۔ لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئے جیسے آگے نظر۔
 اچھلتے کودتے پھرتے ہیں اس کے یہ معنی کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیوں
 اچھے ہو گئے یہ باتیں تمہاری ہم کو پسند نہیں آئیں تم نے میر کا وہ مفصلہ سنا ہو گا۔
 بغیر الفاظ لکھنا ہوں سے

کیوں نہ میرن کو مفتنم جانوں

دلی دالوں میں ایک بچا ہے یہ

تعلین تحت العین

ایک دن جبکہ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ مرزا غالب سے ملنے سردار
 مرزا آئے جب تھوڑی دیر کے بعد جائے ملے تو مرزا خود شمعہ ان لے کر کھینٹے کھینٹے
 فرش کے کنارے تنک آئے تاکہ اپنا جوتا روشنی میں دیکھ کر پہن سکیں۔ انہوں
 نے کہا: قبلہ دیکھہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں اپنا جوتا خود پہن لیتا،

مرزا صاحب بولے "میں آپ کا جوتا دکھانے، گو شمع دان نہیں لایا بلکہ اس لئے لایا ہوں کہ کہیں آپ میرا جوتا نہ پہن گجائیں۔"

حضرت نواب

مرزا صاحب رام پور میں مقیم تھے عرصہ بعد دلی آنے کا ارادہ کیا نواب یوسف علی خاں ناظم سے رخصت دلی آنے کی کی۔ اس زمانہ میں ایک غزل کہی اس میں فرماتے ہیں:

اب ہے دلی کی طرف کوچ ہمارا غائب
آج ہم حضرت نواب سے بھی مل آئے

بدیہہ گوئی

حسین علی خاں چھوٹے سے تھے ایک دن کھیلتے کھیلتے مرزا صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے "داواخان پیسہ دو" آپ نے کہا "میاں میرے پاس اس وقت ایک جبہ نہیں" وہ طاق پر سے صندوقچہ اٹھا لائے اور کھول گئے ہر ایک خانہ میں دیکھ بھال کرنے لگے۔ پیسہ تھا نہیں جو ملتا، آپ نے کہا بیٹیا وہ

درم دو دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھو تسلے میں ماس کہاں

اسیر بدایونی

مولانا علی احمد خاں اسیر بدایونی دلی آئے اور مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے سے شعر و سخن میں اصلاح لیا کرتے تھے اور حضرات بھی مرزا کے پاس بیٹھے ہوتے تھے۔ فارسی شعر کا ذکر آیا جناب اسیر نے جن بیگم خیمہ کا شعر پڑھا

خوش دلیم زیں کہ یار نامہ فرسیم شرب درد
مقدم نیست کہ مکتوب رسد یا رسد

مرزا صاحب نے سنا اور اسی وقت یہ شعر فرمایا۔

خود لکھیں گے کہ چہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

تمام لوگ پھٹک گئے۔ اسیر نے کہا استاد آپ کا تخیل بڑھ گیا۔

نوشت و خواند

مرزا صاحب نہر نیم روز لکھے ہوئے غنیمت بادشاہ کی عنایات بھی روز بادشاہ کے بدن مرزا پر پڑھ رہی تھیں۔ مرزا بھی ایک نہ ایک رباعی یا شعر بادشاہ کو خوش کرنے لگے۔

گو کہہ دیا کرتے تھے۔ فرمانے ہیں

غالب یہ کیا بیان ہے بجز دراج بادشاہ
بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت و خواند

آم کی بہنگی

ایک روز بہادر شاہ آموں کے موسم میں چند مصاحبوں کے ساتھ جس میں مرزا بھی تھے بارغ حیات بخش یا مہتاب بارغ میں ٹہل رہے تھے۔ آم کے پٹرنگ بزرگ کے آموں سے لدرہے تھے یہاں کا آم بادشاہ یا سلطانین یا بیگمات کے سوا کسی کو میسر نہیں آسکتا تھا۔ مرزا ہار آموں کی طرف غور سے دیکھتے تھے۔ بادشاہ نے پوچھا مرزا اس تندہ غور سے کیا دیکھتے ہو۔ مرزا نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ پیر و مرشد یہ جو کسی بزرگ نے کہا ہے۔

ہر سر ہر دانہ نموشستہ عیاب
کابین فلاں ابن فلاں ابن فلاں
اس کو دیکھتا مہن کہ کس دانہ پر میرا درم سے باپ دادا کا نام لکھا ہے یا نہیں، بادشاہ
سکرادے اور اسی روز ایک بہنگی آموں کی مرزا کو بھجوائی۔

کیوں نہ دلی میں ہر اک ناچیز توابی کرے

بادشاہ کے یہاں ہر کر و مرہ کی بیچ ہو گئی تھی۔ فرخ سیر کی بیوی کے بھتیجے بادشاہ کے
منہ بہت لگ گئے تھے وہ فرقہ اہل نشاط تھے مگر توابی کا دم بھرتے کچھ مزوں طبع
تھوڑا کھلی اپنا ہم نشین بنا رکھا تھا مگر شرفا کے منہ بہت آتے مرزا پر بھی ڈر سے
ڈالے مگر انہوں نے منہ نہ لگایا۔

بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالب تو پھر کیوں نہ دلی میں ہر اک ناچیز توابی کرے

بیسنی روٹی

مرزا صاحب کو بادشاہ کے یہاں دن بدن تقرب حاصل ہونے لگا تھا ایک دن بادشاہ نے ان کو چوبدار کے ہاتھ بیسنی روٹیاں بھیجیں جب چوبدار مرزا صاحب کو بیسنی روٹیاں دیکر چلا گیا تو ایک دیہاتی طالب علم نے جو مرزا صاحب سے بڑھنا تھا اور وہیں موجود تھا۔ مرزا صاحب سے پوچھا کہ بیسنی روٹیاں ایسی کیا نامہ چیز ہے کہ بادشاہ کی سرکار سے تحفہ کے طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے کہا:-

”اے احمق جتنا وہ چیز ہے کہ اس نے ایک دن نہ جناب الہی میں فریاد

کی غصی کہ دنیا میں مجھ پر بڑے ظلم ہوتے ہیں۔ دلتے ہیں، پستتے ہیں،

مبھوتے ہیں، پکاتے ہیں اور مجھ سے سینکڑوں کھانے کی چیزیں بنا

کر کھاتے ہیں، جیسا مجھ پر ظلم ہوتا ہے۔ ایسا کسی پر نہیں ہوتا۔ وہاں

سے حکم ہوا کہ اے چنے تیری خیر اسی میں ہے کہ ہمارے سامنے سے

چلا جائے ورنہ ہمارا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ تجھ کو کھا جائیں“

مرزا نے ان بیسنی روٹیوں کے شکر یہ میں ذیل کا تلو بادشاہ کے حضور پڑھا۔

”پوچھو اس کی حقیقت حضور والے مجھے جو بھیجی ہے میں کی روغنی روٹی

نہ کھاتے گیوں نکلتے نہ خلد سے باہر جو کھاتے حضرت آدم یہ بیسنی روٹی

~*~ (پختہ) ~*~

گدھے کی لات

مرزا غالب نے قاطع برہان کیا لکھی فارسی دانوں میں ایک آگ سی لگ گئی
 بہت سے لوگوں نے اس کے جواب لکھے مگر وہ بات کہاں۔ مولوی مدن کی سی
 منہ چڑھایا ہے۔ جواب بن پڑا لڑکا لیبوں پر اتر آئے۔ مولوی امین الدین کی برہان
 قاطع ایسی ہی ہے۔ مرزا صاحب نے اس طرف توجہ بھی نہ کی۔ ایک مقرب خاص
 نے کہا۔ کہ آپ نے معین الدین کی کتاب کا جواب نہ لکھتا فرمایا "جہاں اگر کوئی گدھا
 تمہارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے۔"

~~~~~ (x) (:) + (y) ~~~~~

## میاں مٹھو

جاڑے کا موسم تھا۔ ایک طوطا پنجرے میں سردی کے مارے پر دل میں  
 مٹھو جھپٹے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب طوطے سے کہنے لگے "میاں مٹھو تمہارے جو رو نہ  
 پکے تم کس فکر میں یوں مرجھکاؤ بیٹھے ہو۔"

~~~~~ (:) (:) ~~~~~

شیطان غالب

رمضان کا مہینہ مرزا صاحب نے حسین مرزا صاحب کے یہاں بیٹھے تھے۔ پان مشکا رکھایا۔

ایک صاحب فرشتہ سیرت نہایت متقی و پرہیزگار اس وقت حاضر تھے انھوں نے منجوب ہو کر پوچھا "تبد آپ روزہ نہیں رکھتے" مسکرا کر بولے "شیطان غالب ہے"

~~~~~ (۴) پیر (۴) ~~~~~

## ماورالنہری

ایک بار بہادر شاہ نے دہرا میں ذکر کیا کہ مرزا اسد اللہ خاں شیبہ ہیں مرزا کے خیر لگائی گھبرا گئے اور موقع سے چند رباعیاں حضور میں گذرائیں۔

جن لوگوں کو ہے مجھ سے عدوت گہری کہتے ہیں مجھے وہ راضی اور دہری  
دہری کیونکر ہو جو کہ ہووے صوفی شیبی کیونکر ہو ماوراالنہری

~~~~~ پیر پیر ~~~~~

سسیم کے بیج

ایک دن ابو ظفر بہادر شاہ نے مرزا کو سسیم کے بیج سالن کے لیے بھیجے

شکریہ میں کہتے ہیں سہ

ان سسیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے بھیسے ہیں جو ارمنان شہر والا نے
گن کر دیوں گے ہم دعا میں سوار فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے

~~~~~ (۴) پیر (۴) ~~~~~

# سال گرہ

بہادر شاہ کی سال گرہ کی تقریب یعنی مرزا صاحب بھی بلائے گئے تھے مخالف  
حضور میں گزارے۔ مرزا نے بھی اپنی نگرہ پیش کی کہ  
حق شاہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے      شاہ شعوع دانش داد کرے  
یہ دی جو گئی ہے رشتہ عمر میں گانٹھ      ہے صفر کہ افزائش اعداد کرے

..... ❖ (❖) ❖ .....

## ولی

ایک دن بادشاہ کے حضور میں مرزا صاحب بیٹھے تھے۔ بادشاہ نے کہا۔  
"مرزا کوئی نیا کلام سناؤ۔"  
یہ منہ نکلے ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا      اگر اور جیتے رہتے یہی انتہا رہتا  
یہ مسائل تصوف یہ تمل بیاں غالب      تجھ کی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا  
بہادر شاہ نے ہنس کر فرمایا "بھئی ہم تو جب بھی ایسا نہ سمجھتے" مرزا بولنے حضور  
لو اب بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر یہ اس بیٹے ارشاد ہوا کہ کہیں میں اپنی ولایت پر  
مغرور نہ ہو جاؤں۔"

تجد کو شرف تہہ سہاں تاب مبارک  
غالب کو ترے عقبہ عالی کی زیارت

# سکہ

مہنگا مہنگا ہو گیا ہوا بہادر شاہ نے اپنی عام شاہنشاہیت کا اعلان  
کیا۔ قلعہ معلیٰ میں دہ بار کیا گیا مرزا صاحب خود تو خون کے مارے گئے نہیں سکہ کہہ کر  
حضور میں بھیجا۔

بزرگ سکہ کشورستانی سراج الدین بہادر شاہ ثمانی۔

— — — — —

# علی بہادر خاں

نواب علی بہادر خاں میں باندہ علمی ذوق کے بزرگ تھے شعر و سخن سے شوق  
تھا۔ منیر شکوہ آبادی سے تلمذ تھا۔ مرزا صاحب کو ان سے خصوصیت تھی، مہنگا مہنگا  
میں علی بہادر خاں نے کواٹے عام میں حصہ لیا۔ بعد تسلط نظر بند کئے گئے۔ ان دنوں  
جو پکڑا گیا دار کا سزاوار ہوا مرزا نے ایک غزل کہی اس میں مقطع میں نواب کو مخاطب  
کیا۔

حیران ہوں دل کوروں کہ پیوں جگر کو ہیں مقدر ہو تو ساتھ رکھوں تو نہ کر کو میں

غائب خدا کرے سوار سمنڈ باز

دیکھوں علی بہادر عالی گم کو ہیں

— — — — —



## در وجدائی اسد اللہ خاں نہ پوچھو

بہادر شاہ رنگون سدھار سے مرزا صاحب کو بڑا اقلق ہوا اور کسی سے کچھ کہ نہیں  
سکتے تھے خود جان کے لالے پڑے تھے چینی اور کرب کو اس طرح ادا کیا۔

ہندوستان سایہ نکل پائے تخت نقا  
جاہ و جلال عہد وصال تیاں نہ پوچھو  
ہرداغ تازہ یک دل اشتیاق ہے  
عزمِ نقصانے سینہ درد امتیاں نہ پوچھو  
کہتا تھا کہ وہ محرم راز اپنے سے کہاں  
در وجدائی اسد اللہ خاں نہ پوچھو

..... ❖ ❖ ❖ .....

## باغی مسلمان

غدر کے بعد جبکہ پیشین بدعتی اور دربار میں شریک ہونے کی اجازت ہوئی تھی۔  
پیدت مولیٰ علی میرنشی لفظی پنجاب مرزا صاحب سے ملنے کو آئے کچھ پیشین کا ذکر چلا  
مرزا صاحب نے کہا تمام عمر میں ایک دن شراب نہ پی ہو تو کافر اور ایک دفعہ نماز پڑھی ہو  
تو گنہگار پھر میں نہیں جانتا کہ سرکار نے کس طرح مجھے باغی مسلمانوں میں شمار  
کیا۔

..... ❖ ❖ ❖ .....

## آدھا مسلمان

ہنگامہ کے بعد بکڑا دکھڑی ہونے لگی مرزا صاحب بھی بنا مئے گئے کرنل برڈن کے رو برو گئے تو اس وقت کلاہ پہنچ ان کے سر پر تھی۔ انہوں نے مرزا کی نئی وضع دیکھ کر پوچھا کہ "دل نرم مسلمان ہے؟" مرزا نے کہا: "آدھا" کرنل نے کہا: "اس کا مطلب" مرزا نے شراب پیتا ہوں سوڑ نہیں کھانا" کرنل یہ سن کر ہنسنے لگا اور آپ کو اعزاز کے ساتھ رخصت کیا۔

س (رعد) بیڑا (وہ) مس

## پاؤں دابنے کی اجرت

مرزا کے خاص خاص شاگرد اور دوست جن سے نہایت بے تکلفی تھی اکثر شاگردوں کے پاس جا کر بیٹھے اور مرزا سردار کے عالم میں اس وقت بہت پُر لطف باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک روز میر مہدی مجروح بیٹھے تھے اور مرزا ٹانگ پر پڑے ہوئے گراہ رہے تھے میر مہدی پاؤں دابنے لگے۔ مرزا نے کہا: "بھئی تو سستہ زادہ ہے مجھے کیوں گنہگار کرتا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "اور کہا آپ کو ایسا خیال ہے تو پیر دلستہ کی اجرت دید کیجئے گا" مرزا نے کہا: "ہاں اس کا معنی اٹھ نہیں" جب وہ پیر داب چکے انہوں نے اجرت طلب کی مرزا نے کہا: "بھیا کیسی اجرت تم نے میرے پاؤں دابنے میں سنے تمہارے پیسے

دایے حساب برابر ہوا۔

————— (x) (x) —————

## خدا کے سپرد

نواب یوسف علی خاں کا انتقال ہو گیا۔ مرزا صاحب تفریت کے لیے رام پور گئے چند روز بعد نواب کلب علی خاں مرحوم کا نواب لفٹننٹ گورنر سے ملنے کو بریلی جانا ہوا ان کی روانگی کے وقت مرزا بھی موجود تھے چیتے وقت نواب صاحب نے معمولی طور پر مرزا سے کہا "خدا کے سپرد" مرزا نے کہا "حضرت خدا نے تو مجھے آپ کے سپرد کیا ہے آپ پھر اٹا مجھ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔"

————— (x) (x) —————

## لم یلد ولم یولد

ایک خط میں نواب امین الدین خاں کو لکھتے ہیں۔  
 "آج تم دونوں بھائی اس خاندان میں شرف الدولہ اور فخر الدولہ کی جگہ ہو  
 "میں لم یلد ولم یولد ہیں"

————— (x) (x) —————

## آپ کو

لکھنؤ کی ایک صحبت میں دئی اور لکھنؤ کی زبان پر گفتگو پھڑکی ایک صاحب نے

مرزا سے کہا کہ جس موقع پر اہل دلی اپنے تئیں بولتے ہیں وہاں اہل لکھنؤ آپ کو بولتے ہیں  
 آپ کی رائے میں رائے میں فصیح آپ کو ہے یا اپنے تئیں۔ مرزا صاحب نے کہا۔  
 فصیح تو یہی معلوم ہوتا ہے جو آپ بولتے ہیں مگر اس میں وقت یہ ہے کہ مثلاً آپ میری  
 نسبت یہ فرمائیں کہ میں آپ کو فرشتہ حصال جانتا ہوں اور میں اس کے جواب میں  
 اپنی نسبت یہ عرض کروں کہ میں تو آپ کو کتے سے بھی پذیر سمجھتا ہوں۔ تو سخت مشکل  
 واقع ہوگی تو اپنی نسبت لکھنؤ کا اور آپ ممکن ہے کہ اپنی نسبت سمجھ جائیں۔ سب  
 حاضرین یہ لطیفہ سن کر سہلک گئے۔

## رتقہ نذکر و مونث

دلی میں رتقہ کو بعضے مونث اور بعض نذکر بولتے ہیں کسی نے مرزا صاحب سے  
 پوچھا کہ حضرت! رتقہ مونث ہے یا نذکر؟ آپ نے کہا "بھیا! جب رتقہ میں عورتیں  
 بیٹھی ہوں تو مونث کہو اور جب مرد بیٹھیں تو نذکر سمجھو۔"

## کپڑا کھانا

جب غدر میں دہلی ٹیٹے لگی تو مرزا صاحب کی سیکم نے اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات

زمین میں گارو سے فتح مند سپاہیوں کو خبر ہو گئی اور انہوں نے سب کچھ کھود کر نکال  
 یا مرزا صاحب کو تنگدستی سے آن گھیرا اور وہ پچھلے سے پچھلے بیچ کو گزارہ کرنے  
 لگے مرزا صاحب لگتے ہیں کہ اس ناداری کے زمانہ میں جس قدر کپڑا اور ٹھکانا پھرتا تھا  
 میں تھا سب بیچ بیچ کر کھا گیا گویا اور لوگ روٹی کھاتے تھے اور میں کپڑا کھاتا تھا۔

~\*~ (ہنہ) ~\*~

## ناصر علی

مولانا فضل حق خیر آبادی این بہرہ علم و فضل مرزا صاحب کو بڑے رتبے کا شاعر  
 مانتے تھے۔ مولانا کے ایک شاگرد ناصر علی سرسندی نے کسی شعر کے معنی مرزا صاحب سے  
 جا کر پوچھے انہوں نے کچھ معنی بیان کئے اس پر وہاں سے آکر مولانا سے کہا "آپ مرزا صاحب  
 کی سخن نہمی اور سخن سخی کی اس قدر تعریف کیا کرتے ہیں آج انہوں نے ایک شعر کے  
 معنی بالکل غلط بیان کئے اور بھر وہ شعر پڑھا اور جو کچھ مرزا نے اس کے معنی کے لئے  
 بیان کئے۔ مولانا نے فرمایا پھر ان معنوں میں کیا برائی ہے اس نے کہا برائی تو کچھ ہو  
 یا ہو مگر ناصر علی کا یہ مقصود نہیں ہے" مولانا نے کہا، اگر ناصر علی نے وہ معنی مراد نہیں  
 لئے جو مرزا نے سمجھے ہیں تو اس نے سخت غلطی کی۔

## شیخ علی حزمی

حکیم مومن خاں کے یہاں کچھ اہل علم جمع تھے مرزا صاحب کا ذکر آیا اور ان کا

یہ شعر پڑھا گیا ہے

تو دین کی شہرہ گفتار کہ داری غالب

گر ترقی نہ کنم شیخ علی حزیں رانانی

مومن خاں کہنے لگے مرزا نے سچ کہا وہ شیخ علی حزیں کے مثل تھے ۔۔

~\*~ (۰) ~\*~

# پھانسی کا پھندا

کسی نے امر او سنگھ نام ایک شاگرد کی دوسری بی بی کے مرنے کا حان مرزا کو لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ اس کے ننھے ننھے ہیں اب اگر تیسری شادی کرے تو کیا کرے اور بچوں کی کس طرح پرورش ہو۔ مرزا اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

” امر او سنگھ کے حال پر اس کے واسطے رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے کہ اللہ اللہ ایک وہ ہیں کہ دو بار ان کی بیڑیاں کٹ چلی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ ایک پچاس برس سے جو پھانسی کا پھندا لگے ہیں پڑا ہے تو نہ پھندا ہی ٹوٹتا ہے نہ دم ہی نکلتا ہے۔ اس کو سمجھاؤ کہ بھائی تیرے بچوں کو میں پال لوں گا تو کبیرا بلا میں پھنستا ہے۔“

~\*~

# بسمل

ایک دن کا ذکر ہے مرزا صاحب کے پاس فرخ مرزا بیٹھے ہوئے تھے فرخ مرزا نے بسمل پڑھا اور فرخ نے کہا ”بسمل کے کیا معنی ہیں۔ اس وقت مرزا کا دکھ پر سر تھکے

اور طمانگین سکاڑی کئے ہوئے کسی قدر اونڈھے بیٹھے تھے، کہنے لگے۔ جس حالت میں اس وقت میں ہوں سمجھ لو کہ اس حالت والے کو سہل کہتے ہیں۔

## تلف بریں ویا

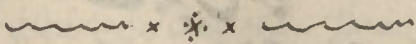
ایک دفعہ دہلی میں دبا پھیلی میر ہمدی مجروح نے بذریعہ خط مرزا سے پوچھا کہ حضرت دبا شہر سے دفع ہوئی یا ابھی موجود ہے۔ مرزا صاحب نے جواب لکھا: "بھئی کیسی دبا جب مجھ سے چھپا سٹھ برس کے بڑھے اور چھ سٹھ برس کی بٹھیا کو نہ مار سکی تو تلف بریں ویا۔"

## دباٹے عام میں مرزا کسر شان مخفی

مرزا صاحب نے اپنی تاریخ وفات کا مادہ ۱۲۶۹ھ میں نکالا جس سے ۱۷۷۷ نکلتے تھے اس زمانہ میں شہر میں دبا پھیلی ہوئی مخفی۔ مرزا صاحب محفوظ تھے۔ ایک دوست کو لکھا جس کو یہ مادہ تاریخ معلوم تھا، میاں ۱۲۷۷ھ کی بات غلط نہ تھی مگر میں نے دباٹے عام میں مرزا اپنے لائق نہ سمجھا۔ واقعی اس میں میری کسر شان مخفی۔

# پنجابی مثل

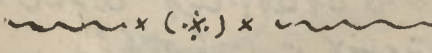
ایک صاحب کو خط میں لکھتے ہیں -  
"نیشن مل جلے جو اس ٹھکانے ہو جائیں تو کچھ فکر کروں"  
"پریلے پڑیں روٹیاں تو سبھی گلاں موٹیاں۔"



# چودہ طبق روشن

ایک دفعہ مرزا صاحب کے ایک شاگرد نے مرزا سے کہا کہ "حضرت آج  
میں امیر خسرو کی قبر پر گیا تھا۔ مزار پر کھدنی کا درخت ہے۔ اس کی کھرنیاں میں نے  
خوب کھائیں۔ کھرنیوں کا کھانا تھا کہ گویا فصاحت و بلاغت کا دروازہ کھل گیا۔  
دیکھتے تو میں کیسا فصیح ہو گیا ہوں۔"

مرزا صاحب نے کہا "ارے میاں تین کوس کیوں گئے۔ میرے چھوڑے کے  
پیل کی پیلیاں کیوں نہ کھالیں۔ چودہ طبق روشن ہو جاتے۔"



# پینس

مفتی عبدالدین خاں آندہ مرزا غالب کے مکان کے سامنے سے گزرے مگر چونکہ

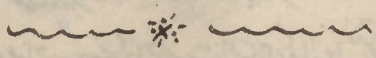


اس وقت جلدی میں تھے لہذا انھوں نے مرزا غالب کے پاس ٹھہرنا ضروری نہ سمجھا۔ کہا روں سے تاکید کی کہ جلد چلو وہ کندھا بدلنے لگے مگر آرزوہ کو جلد گھڑ پنا تھا ان کو کندھا بدلنے نہ دیا۔ مرزا غالب یہ حال اپنے مکان کے غرض سے دیکھ رہے تھے۔ فوراً یہ شعر کہہ کر زفر لکھتھا اور آدمی کے ہاتھ مفتی صاحب کے پاس بھیج دیا۔

پیش میں گذرتے ہیں جو کپڑے سے وہ صوب

کندھا بھی کہا روں کو بدلنے نہیں دیتے

آرزوہ نے شعر پڑھا اور اسی وقت مرزا صاحب کے پاس آئے اور مجبوری کا اظہار کیا اور ایسی معذرت کی کہ مرزا صاحب خوش ہو گئے۔ دوست کو رضامند کر کے آرزوہ مکان لوٹ آئے۔



# خضر سلطان

قلم نامی امین حضرت ذوق کی شاعری کی گرم بازاری تھی، بادشاہ اور شہنشاہ آئے دن مشاعرہ کیا کرتے۔ جناب ذوق کی یہ کوشش رہتی کہ مرزا اسد اللہ خاں غالب کا چراغ قلم میں نہ چلے تو مرزا کے ریختہ پر اپنے شاگردوں میں بیٹھ کر حوت گیری کیا کرتے خضر سلطان کو مرزا سے حسن عقیدت تھی۔ انھوں نے قلم دالوں کی باتیں مرزا سے جا لگائیں، اس پر مرزا فرماتے ہیں۔

بجز راز مجبوراً درد کہ ہے رنگ من است  
ہر چہ درگفتار فخرت است آن رنگ من است

ناروی ہیں تا بہ بنی نقش ہائے رنگ من است  
راست می گویم من دا زاد است سیرت من است

حضرت کی  
زیاد میں  
فصل کیا۔

بجواز کے

کے چوٹ

## کانغذی پیرمین

میرے والد مولوی اکرام اللہ مرحوم فرماتے تھے۔

.. ایک دن مرزا صاحب کے یہاں ان کے احباب جمع تھے۔ سخن فہمی اور شعر گوئی پر بحث چھڑ گئی، فارسی گوشتراو کا کلام پڑھا جانے لگا۔ ایک صاحب نے بابا فغانی کا یہ شعر پڑھا:-

تا کہ دست قد دراز دست تو بر بود علم

کانغذی پیرمین از دست قد باد مرا

ایک دوسرے صاحب نے کہا حضرت الباہی کمال اسماعیل نے بھی لکھا ہے

اس میں نئی بات کانغذی پیرمین اور کانغذی جامہ کی ہے۔ اب تک ہندوستان کے شعرا پر اس پر نہ لکھ سکے مرزا صاحب نے فی البدیہہ فرمایا:-

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تخریر کا

کانغذی ہے پیرمین ہر سپیکہ تصویر کا

ہر ایک شخص نے اس شعر کی داد دی اور شاعر نے فارس سے بڑھ کر کہنے پر مستزاد کا اظہار کیا۔

## آپ شہید کیسے ہوئے

مرزا غالب کو مولانا غلام امام شہید سے بھی مرزا قتیل کی بدولت کہ ایک

مرتبہ آپ نے خاص طریقاً نہ انداز میں دریافت کیا۔ حضرت "آپ شہید کب ہوئے"  
 اور کیونکر ہوئے مولانا شہید نے جواب دیا کہ جب سے کافر غالب ہوئے،  
 اور مرزا صاحب کا یہ شعر لکھ کر بھیج دیا۔

بامن ماویزائے پدشہ زنداؤد را نگرد  
 ہر کس کہ شد صاحب نظر دیں بزرگان خوش نگر  
 مرزائے پڑھا اور مسکرا کر رہ گئے۔

~~~~~ (x) بجز (x) ~~~~~

مجرور و غالب

مرزا غالب میر محمدی مجرور کے یہاں گئے۔ مجرور بے حد خوش ہوئے استاد
 کی خاطر عذرات کے بعد مرزا صاحب کی اصلی تواضع ذکر سکے تو ایک غزل سنائی۔ اس
 کا مقطع کہتے ہیں۔

غالب آئے ہیں لاؤ اے مجرور

بادۂ تاب میں ملا کے گلاب

مرزا صاحب مسکرا دینے اور رخصت ہو آئے۔

~~~~~ بجز بجز ~~~~~

## چھ ماہی

مرزا غفیر کو لکھتے ہیں :-

رسم ہے مردہ کی چھ ماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار  
 مجھ کو دیکھو کہ ہوں بقید حیات اور چھ ماہی ہر سال میں دو بار

~~~~~ (بیت) ~~~~~

اب اس میں دم کیا ہے

بنام مرزا حاتم علی قہر

بہت سب سے غم گنتی تراب کم کیا ہے غلام ساقی کو تر ہوں مجھ کو غم کیا ہے
 سخن میں خانہ غالب کی آتش افشانی یقین ہے ہم کو بھی لیکن اب سب دم کیا ہے

~~~~~ (بیت) ~~~~~

## نکما کر دیا

مرزا نقتہ جو کچھ ہم نے لکھا یہ میری ہی ہے بدگمانی ہے۔ معاذ اللہ تم سے اور  
 آزدگی مجھ کو اس پر ناز ہے کہ میں ہندوستان میں ایک دوست صادق الولا رکھتا  
 ہوں جس کا ہر گہ پال نام اور نقتہ تخلص۔ بھائی اب مجھ میں کچھ باقی نہیں۔ برسات کی  
 مصیبت گزری۔ لیکن بڑھاپے کی شدت بڑھ گئی۔ تمام دن پڑا رہتا ہوں۔ بیٹھ نہیں  
 سکتا۔ اس لئے لیٹے لیٹے لکھتا ہوں۔۔۔ ضعف نے غالب نکما کر دیا۔ ورنہ ہم بھی آدمی تھکام کے

~~~~~ (بیت) ~~~~~

بنام مرزا شہاب الدین احمد خاں

رقم
 حاجی

سہ ماہی
 لائے

مری
 ایک
 ادک

روشنی

مرزا

زخہ کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے تاؤب حرکت یہ کی ہو جیجا تم نے
 حاجی کلو کو دے کے بیوہ جواب غالب کا پکا دیا کلیجہ تم نے

سننے ہو تراویح میں کتنا قرآن

اے روشنی دیدہ شہاب الدین خاں کتنا ہے تہاؤ کس طرح سے رمضان
 ہوتی ہے تراویح سے فرصت کتنا سننے ہو تراویح میں کتنا قرآن

بنام حضرت علانی

میری جان بس پچاس برس کی بات ہے کہ آہی بخش خاں مرحوم
 نے ایک زمین نئی نکالی میں نے حسب الحکم غزل لکھی بیت الغزل یہ ہے؟
 پلاوے ادک سے ساتی جوہم سولفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے

مقطع یہ ہے

اسد روشنی سے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہا جو اس نے ذرا میرے پاؤں داب تھپے

اچھی جو رو برے خاوند

مرزا نقتہ کو لکھتے ہیں :-

” لاجول ولاقره کس ملعون نے ببدب ذوق شعر اشتعار کی اصلاح منظور رکھی
 اگر میں شعر سے بیزار ہوں تو میرا خدا مجھ سے بیزار نہیں ہے تو بطنیہ قہر درویش بجان
 درویش لکھا تھا جیسے اچھی حور و ربے خاند کے ساتھ مرنا بھرتا اختیار کرتی ہے۔ میرا
 تمہارے ساتھ وہ معاملہ ہے۔“

~ x (بند) x ~

دوکان بے رونق

مرزا تقیہ

” حضرت اس قصیدہ کی جتنی تریف کروں کم ہے۔ کیا کیا شعر نکالے ہیں۔ لیکن
 انوس کہ بے محل اور بے جا ہے۔ اس مدح اور اس حمد کا بعینہ وہ حال ہے
 کہ ایک غزل پر سید کا یا جی کا درخت اُگ جائے۔
 خداتم کو سلامت رکھے دوکان بے رونق کے خریدار سہ“

~ (بند) ~

کیمیاء و کیمیا

بھائی کیمیاء ہمایا خرافات ہے اگر ان کی کچھ اصل مہرتی تو اسطو اور اخلطون
 اور بوسلی یہ بھی کچھ اس باب میں لکھتے۔ کیمیا اور کیمیاء دو علم شریف ہیں جو ایشیا
 کی تاثیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کیمیا جو اسما سے متعلق مہودہ کیمیا۔
 جان غم کیمیا خورد گئے دل سوئے کیمیا نیا در دم

شعر با معنی ہو گیا یہ نہ سمجھا کر دو کہ انکے جو لکھ گئے ہیں وہ حق ہے۔
کیا آگے آدمی احمق پیدا نہیں ہوتے تھے۔

سبب پنجم خسرو فیضی

ہرزہ مشتاب پے جاوہر ثنائساں بزار
اسے کہ در راہ سخن چوں تو نہ ہزار آمد وقت
اہل ہند میں سوائے خسرو دہلوی کے کوئی مسلم الثبوت نہیں۔ میاں فیضی کی کبھی کہیں
کہیں ٹھیک نکل جاتی ہے۔

~~~~~ (پنجم) ~~~~~

## حمزہ خاں

بنام حضرت علانی

صاحب بہت دن سے تمہارا خط نہیں آیا۔ آپ کا وکیل بڑا چرب زبان  
ہے مفہوم اس نے جیت لیا چنانچہ اس کی تحریر سے تم کو معلوم ہوا ہو گا۔ مستقام  
کہ حمزہ خاں کو ان دنوں علت مشایخ کا زور ہے اور مستعدی کی اس بات پر عمل  
کرتے ہیں۔

کسانیکہ یزدال پرستی کنند      آواز دولاہ مستی کنند

~~~~~ (پنجم) ~~~~~

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

نواب کلاب علی خاں بہادر مرحوم و منفقور کو لکھتے ہیں۔

”حضرت دلی نعمت آئیہ رحمت سلامت“

۔۔۔۔۔ آپ کے غلام زر خرید یعنی حسین علی خاں کی منگنی ہو گئی اور ماپنے کہنے میں ہوئی یعنی نواب احمد بخش خاں مرحوم کے حقیقی بھائی کی پوتی سے اور جب کاہنہ قرار پایا اب میرے بڑھاپے اور میری مفاسی کی شرم آپ کے ہاتھ ہے۔
 نہ کہوں آپ سے تو کس سے کہوں مدعا ئی ضرور صاحب لانا ظہار
 تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(نیز)

چھپ جانا

خواجہ غلام غوث تجیر کو لکھتے ہیں۔

بندہ بودر اگر ایک بندہ قدیم کہ عمر بھر فرماں پذیر ہوا ہوں، بڑھاپے میں ایک حکم بجا نہ لاؤں تو مجرم نہیں ہو جاتا۔ مجموعہ نثر اردو کلاں طباع اگر میرے لکھتے ہوئے دیکھا چہ پر موقوف ہے تو اس کا مجموعہ چھپ جانا یا لفتح میں نہیں چاہتا بلکہ چھپ جانا بالضم چاہتا ہوں۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

رسم است کہ مالکان تحریر آزاد کنند بندہ پیر

ابر مطیر

حضرت دلی نعت آیہ رحمت سلامت
بیت سلیم معروف منکر منشور عطونت غرورد دلایا۔ تنخواہ جولائی ۱۸۶۵ء عمال

کاروبار ازروئے سہندی ملفوفہ معروض وصول میں آیا۔

اگرچہ یہاں مینہ اس قدر برسا ہے کہ جن کے پانی سے زمین دار حاصل
ریح سے ہانتہ دھولیں مگر چونکہ اہرمان ازلی مرے رزق کی برات آپ
پر ہے اور آپ کے ملک میں بارش خوب ہوئی ہے، ابر رحمت
کے شکر میں ایک قطعہ ملفوفہ اس مرضی کے بھیجتا ہوں۔

قطعہ

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------|
| مقام شکر ہے اسے ساکنان خطہ خاک | مرا ہے زور سے ابر ستارہ بار برس |
| کہاں ہے ساقی مہوش کہاں ہے ابر مطیر | بیار لانی گنٹار گون بسیار برس |
| خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گورافشانی | در حضور پرا سے ابر بار بار برس |
| ہر ایک قطرہ کے ساتھ آئے حور ملک | امیر کلب علی خاں جٹیں ہزار برس |
| فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں | کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس |
| جناب قبلہ حاجات اس بلاکش نے | بڑے عذاب لٹے میں پانچ چار برس |
| شفا ہو آپ کو غالب کو بندہ غم سے نجات | |
| خدا کرے کہ ایسا جو سازگار برس | |

دہلی میں

ایک موقع پر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ہے اب اس مومرہ میں محض غم الفت اسد

ہم نے یہ مانا کہ دہلی میں میں کھائیں گے کیا

~~~~~ x ~~~~~

## قبالہ

ایک صاحب مرزا صاحب سے ملنے آئے۔ صبح سے دوپہر سو گئی اٹھنے کا

نام ہی نہ لیتے۔ مرزا عام معمولات روکے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مرزا عاجز ہو گئے  
تو نوکر سے کہا عند وقتچ میں قبالہ اس مکان کا نکال کر آپ کے سپرد کر دو۔ وہ صاحب  
پیشیاں ہو کر رخصت ہوئے۔

~~~~~ x (x) x ~~~~~

فرمائش علانی

مرزا صاحب اپنا دیوان نقل کرا کر جناب علانی کے پاس بھیج چکے تھے۔ اس

کے بعد پھر ان کی غزل کی فرمائش ہوئی۔ اس پر غزل لکھ کر خط میں ردہ کر کے ان کو بھیج دی

منقطع ہیں اس کا اظہار بھی کر دیا ہے

ہم سے غالب یہ غزل لکھوائی ایک ہیدادگر رنج فرا اور سہمی

~~~~~ + (نہ) + ~~~~~

## عرض بہتر

مرزا غالب نے مولانا فضل حق وغیرہ کے کہنے سننے سے اور زمانہ کو سادے  
مضامین کی طرف مائل دیکھنے سے سیدھے سیدھے صاف صاف شعر کہنے شروع کئے۔  
تو اس انٹوس کی وجہ سے فرماتے ہیں،

ہمارے شعر ہیں اب صرف دل کے آئندہ  
کھلا کہ فائدہ عرض بہتر ہیں خاک نہیں

## ورثہ

مرزا صاحب نے تمام عمر نہ مہکان بنایا نہ کوئی عزورت۔ ہم زیادہ سامان  
خریدا کتاب تو کبھی بھی اپنے داموں خریدی ہی نہ کی۔ چنانچہ آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ چنانچہ  
خود ہی اپنے ورثہ کی تصویر کھینچی ہے۔

چند تصویر تباں چند حسینوں کے خطوط

ابد مرنے کے مرے گھر سے یہ سامان نکلا

~~~~~

موت کی آرزو

مرزا صاحب آخر عمر میں سبب صعیفی اور کمقوتوں کے موت کی بہت آرزو کرتے

موتے ہیں آرزو میں مرنے کی

موت آتی ہے پر نہیں آتی

مرزا نے کئی دفعہ مرنے کی تاریخ کہی۔ مگر ہر دفعہ غلط نکلی۔ ۱۲۷۷ء میں انھوں

نے غالب مرد تاریخ کہی ان کے شاگرد منشی خواہر سنگھ جو ہرنے ان سے کہا۔ کہ
حضرت انشاء اللہ یہ مادہ بھی غلط ثابت ہوگا۔ وہ بوسے دیکھو صاحب تم ایسی فال بد
منز سے نہ نکالو اگر یہ مادہ ٹھیک نہ نکلا تو میں سر پھوڑ کر مر جاؤں گا۔ ۱۱

خواجہ غلام غوث میجر کو لکھتے ہیں

من کہ باشم کہ جاوداں باشم
در بزمیند در کد امی سال
چوں نظیری نما نہ و طالب مرد
مرد غالب جو کہ غالب مرد
آخرش وہ دن آہی گیا۔

آہ غالب مرد

۱۲۸۵

————— (x) + (y) + (z) —————

جنرل بکسٹو

بالمقابل سلیقہ سیونگ مشین

فرئیر روڈ کراچی نمبر ۱

دیوان خواجہ میر درد

خواجہ میر درد سے پہلے اردو شاعری میں تصوف کی حیثیت
قال سے زیادہ نہ تھی۔ میر درد نے اُس قال کو حال بنا دیا اور
یوں اردو شاعری میں انہوں نے اپنے لئے مستقل جگہ بنائی
اپنے محدود میں ان کا کوئی حریف نہیں، وہ اردو کے سب سے بڑے
صوفی شاعر ہیں۔ ان کی نگاہیں دو تیرے سیکڑے محسوس نہ تھیں اور ذات
باری سے ان کے عشق میں جذبہ کی وہی تندہی اور وہاں نہ انداز ملتا
ہے۔ جو زمینی عشق کی خصوصیت سمجھا جاتا ہے۔ میر درد نے تصوف میں
عشقِ شہان اور آہنگ پیدا کی۔

اردو زبان کے معماروں میں بھی خواجہ میر درد کا مقام بہت بلند
ہے۔ انہوں نے اردو زبان میں وہ نزاکت پیدا کی کہ نازک ترین
جذبات کا ان کی تمام لطافتوں کے ساتھ اظہار کیا جاسکے۔

قیمت: ایک روپیہ آٹھ آنے

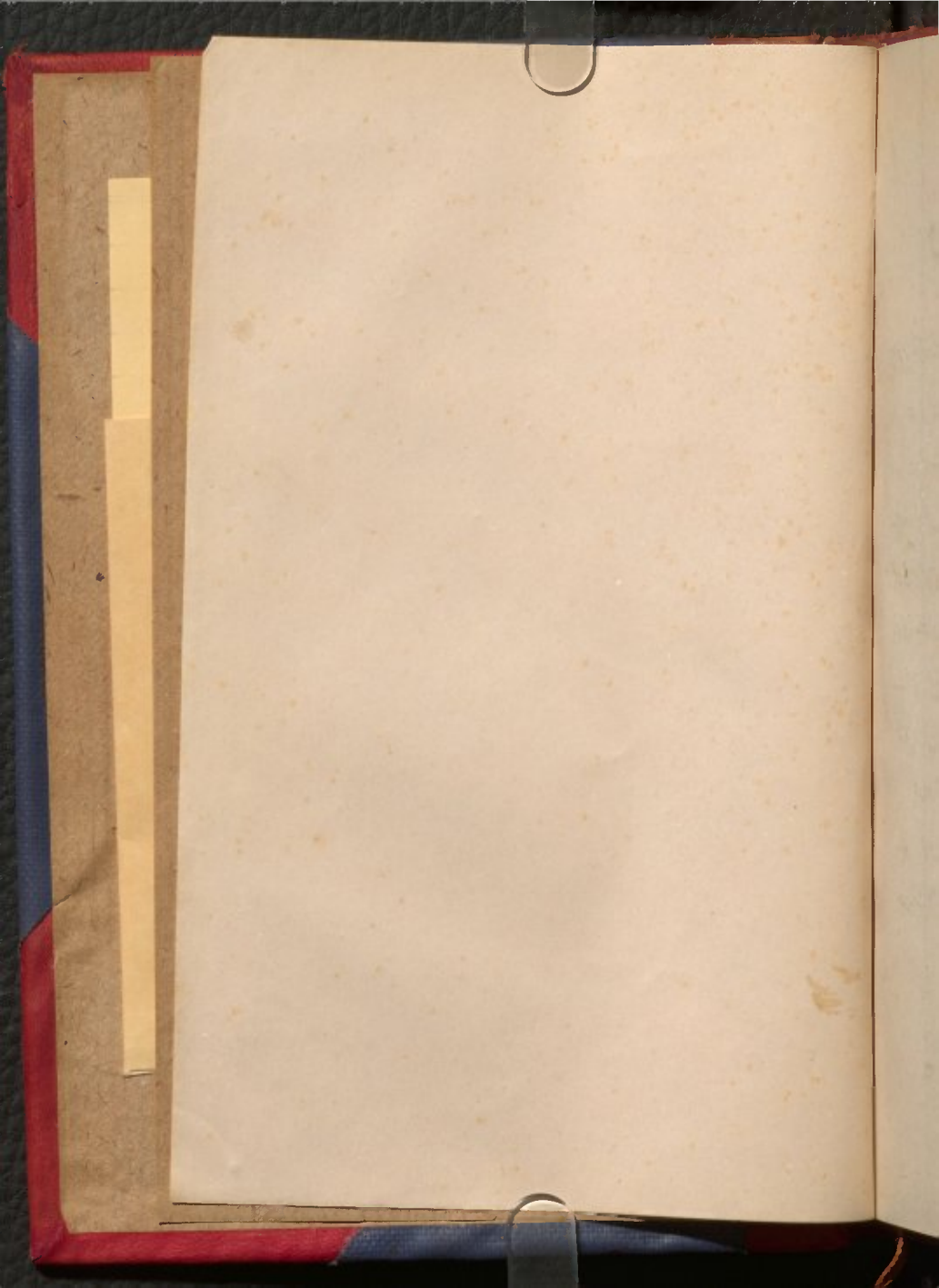
حالی پبلسٹنگ ہاؤس، راولپنڈی

مذكرة في بيان احوال

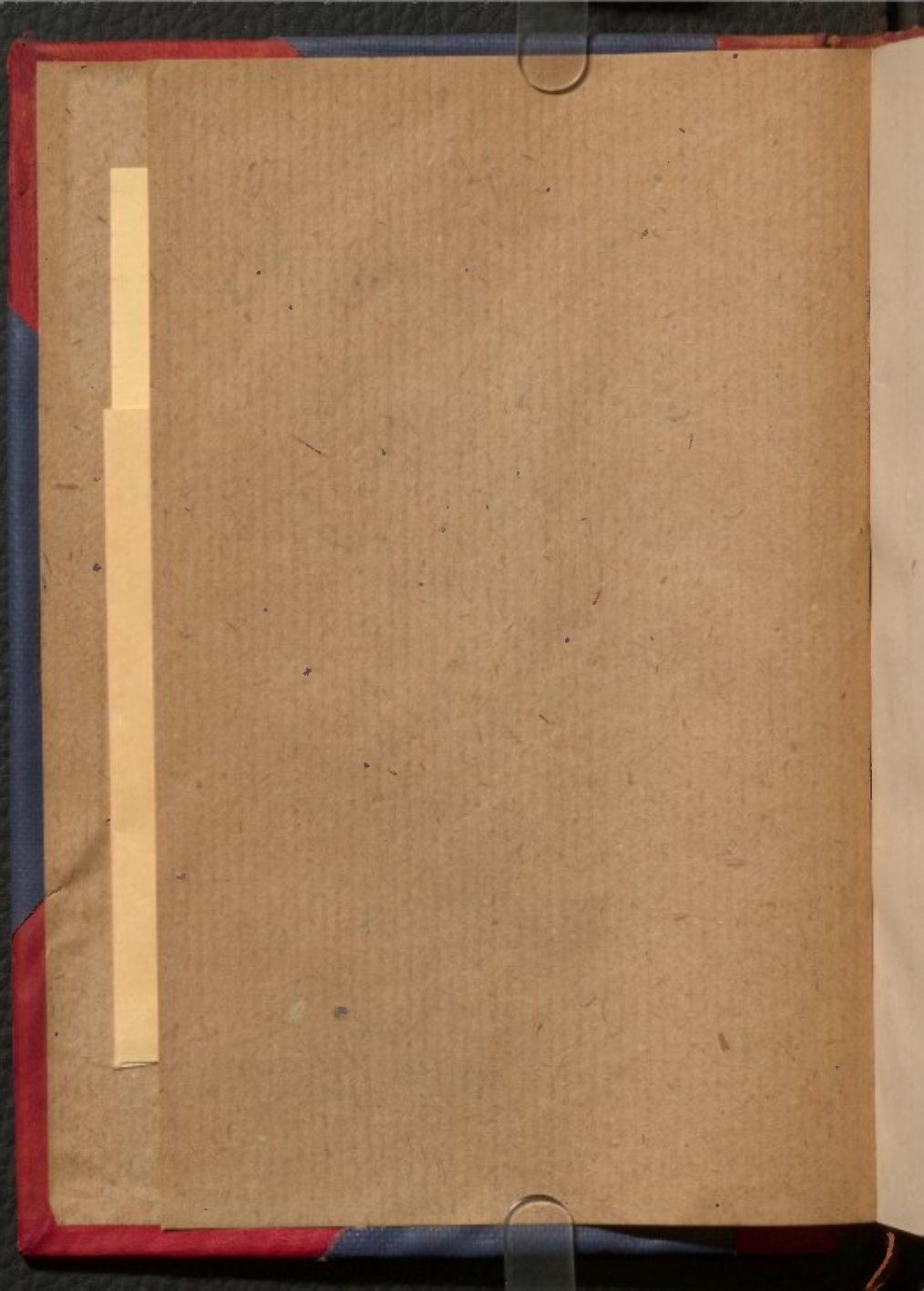
في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...

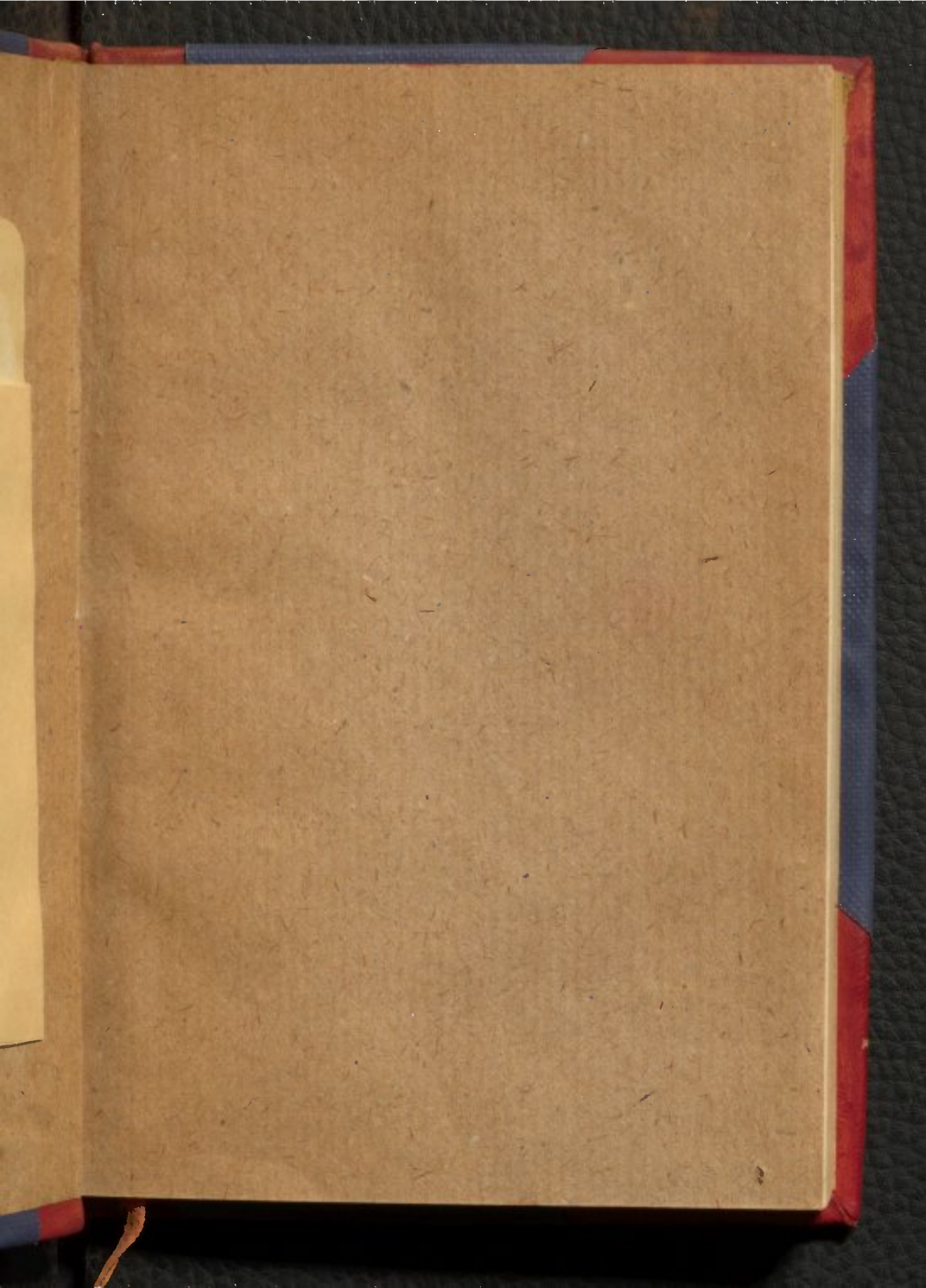
في بيان احوال...
 في بيان احوال...
 في بيان احوال...

في بيان احوال...
 في بيان احوال...



التاخر بکتاب الحنفی کتب





40392

